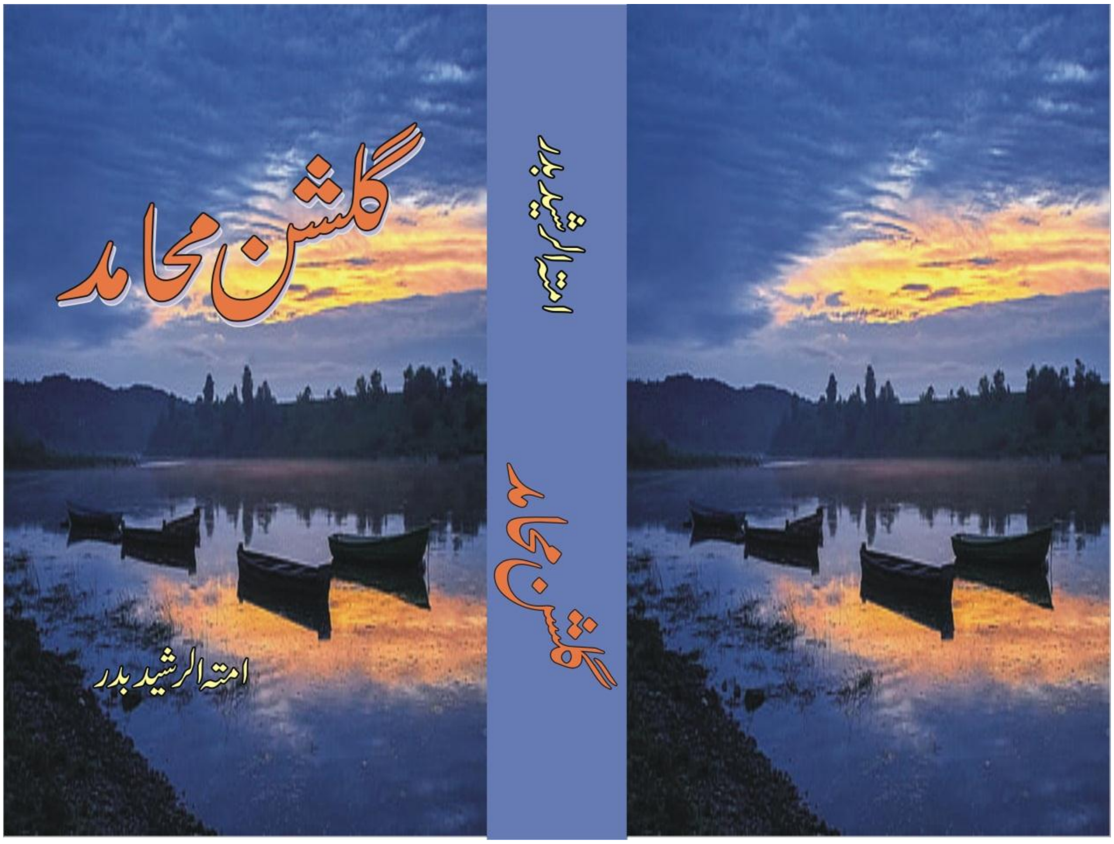

گلشن محامد
امتہ الرشید بدر
امتہ الرشید بدر
گلشن محامد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# گلشنِ محامد

## فہرست

# دیباچہ

**"گلشنِ محامد"** آپ کے سامنے ہے۔ یہ میری پہلی کاوش ہے۔ اس کی زیادہ تر نظمیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر مبنی ہیں۔ مختلف اوقات میں یا حالات میں دل پر وارد ہونے والی کیفیتوں کا مجموعہ ہے۔ جب مادی اسباب ساتھ چھوڑنے لگتے ہیں یا مشکلات کے ہجوم انسان کو گھیر لیتے ہیں تو ایسے میں ایک ہی ہستی ہے جس کی قدرت کا ہاتھ انسان پر خوشیوں کا باب کھولتا ہے۔ ایسی خوشی جو حقیقی ہے وہ خدا جو ہمارا معبود ہے، مسجود ہے، مقصود ہے، وہی ہماری امیدوں کا مرکز، دکھوں اور دردوں کا مداوا کرنے والا اس لائق ہے کہ اپنے تمام معاملات میں خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی اُسی کی طرف رجوع کریں اُس کی مدد کے طلبگار ہوں ہر شے پر اُسے اختیار کر کے دل و دماغ کے نہاں خانوں میں اُسے بسائیں اُس کی اُلفت کے نغمات سے اپنے شب و روز کو مزیّن کریں۔ جب کہ ہماری کامیابیوں اور ناکامیوں کا آغاز اور انجام اور تمام امور کا پایۂ تکمیل تک پہنچنا اُس کے اِذن سے ہی ممکن ہے اور ہماری ہستی کا نقطۂ آغاز اُسی سے شروع ہو کر اُسی پر ختم ہوتا ہے تو کیوں نہ اتنی اہمیت کی حامل ہستی کہ جس پر ہماری بقا روحانی اور جسمانی زندگی کا انحصار ہے اپنے تمام معاملات اُس کے سپرد کرنے اور اُس کے ذکر میں دوام پیدا کرنے کی سعی کی جائے۔

سو اس کتاب کی ہر نظم، ہر بند، ہر شعر ماسوائے چند ایک نظموں کے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی نغمگی لئے ہوئے ہے۔ اس کو پڑھ کر اگر ایک دل میں بھی خدا تعالیٰ کی محبت کی چنگاری روشن ہو جائے تو مقصود پورا ہو چکا۔ اس کے علاوہ نعتیہ کلام شانِ مسیح موعود اور شانِ خلافت اور شہداء کی یاد میں نظموں سے بھی کتاب کو مزیّن کیا گیا ہے اور درود و سلام پیش کرتی ہوں سیّد الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے عاشقِ صادق مسیح آخر الزماں پر جنہوں نے احسان کرنے والے خدا کا چہرہ دکھایا اور اُس کے ساتھ تعلق استوار کرنے کے اطوار سکھائے۔ قیام توحید ہی جنکی بعثت کا مقصد تھا۔ توحید کے لئے اُن کی تڑپ اور جانفشانیوں کے اثرات دونوں جہان میں چلیں گے۔

دعا ہے کہ یہ کتاب ان دونوں ہستیوں کی خوشنودی کا باعث بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے بخشش اور رحمت کا سلوک فرمائے۔ یہاں یہ عرض بھی کرتی چلوں کہ یہ جو روحانی نعمتیں ہیں یہ حضرت مسیح آخر الزماں اور خلافت کی برکت سے ہیں۔ خلافت کے بغیر ہماری حیثیت پاؤں تلے روندے ہوئے کیڑے جتنی بھی نہیں ہم جو مادی یا روحانی ترقیات حاصل کرتے ہیں سب ان برگزیدہ ہستیوں کے فیوض ہیں انہی کی حوصلہ افزائی آگئے بڑھنے کا حوصلہ عطا

کرتی ہے بلکل اسی طرح جیسے ایک کم سن بچہ کوئی قابل قدر کام کرے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ والدین کی خوشنودی حاصل کرے۔ سو میں یہ کتاب پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کرتی ہوں اور اُن کی دعاؤں کی طلبگار ہوں۔ اس کے علاوہ سیّدہ صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ کو شاعری میں اپنا روحانی استاد مانتی ہوں کہ میں نے آپ کے کلام سے بہت فیض حاصل کیا ہے اور سیکھا ہے۔ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ آپ سیّدہ سے میں سورۃ فاتحہ پڑھ رہی ہوں اور ایک مرتبہ دیکھا کہ آپ سے قرآن کریم پڑھ رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر و صحت میں برکت دے۔ آمین

آخر میں قارئین سے درخواست ہے کہ مجھے دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ مزید اچھا اور مفید لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جزاکم اللہ تعالیٰ

والسلام

امتہ الرشید بدر

# ﴾انتساب﴿

”میں یہ کتاب سید الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کرتی ہوں جنہوں نے تمام مخلوقات سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کی، نہ صرف اپنی ذات سے محبت الٰہی کی لازوال داستانیں رقم فرمائیں بلکہ ایک عالم کو ربّ دوجہاں کا پرستار بنا دیا۔ آپ کے فیوض ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ چلیں گے۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ——— نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

پرائیویٹ سیکرٹری
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن
18.9.02

مکرمہ امۃ الرشید بدر صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی نازہ نظم حضور انور نے ملاحظہ فرمائی ہے
آپ کی نیک تمناؤں کی قبولیت کے لئے دعا کی ہے جزاک اللہ
آپ کی نظم اچھی ہے۔ انشاء اللہ الفضل کو اشاعت
کے لئے بھجوا رہا ہوں۔ اللہ آپ کو دین و دنیا کی نعمتیں
عطا فرمائے آپ کا بھی [illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ——— نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

پرائیویٹ سیکرٹری
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن
20.3.03

مکرمہ امۃ الرشید بدر صاحبہ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

آپ کا خط جس میں آپ نے اپنی دو نظمیں بھی بھجوائی ہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت
میں موصول ہوا ۔ بعد مطالعہ حضور نے پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے دعا کی ہے ۔ جزاکم اللہ
احسن الجزاء ۔ پُر خلوص جذبات ہیں ۔ اللہ قبول فرمائے اور آپ کے قلب و ذہن کو مزید جِلا
اور نور عطا فرمائے ۔ نیک تمنائیں پوری فرمائے ۔ آمین ۔ الحمدللہ کہ آپ کی بچی اب صحت
سے ہے ۔ اللہ ہمیشہ اپنی پناہ و حفاظت میں رکھے اور ہر شر سے محفوظ رکھے ۔ صحت و سلامتی والی
بابرکت زندگی عطا فرمائے ۔ آمین ۔

والسلام

خاکسار ۔
منیر احمد جاوید

واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا
انا فتحنا لک فتحا مبینا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہِ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو النّاصر

لندن
4-8-06

مکرم اے آر بدر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الفضل میں آپ کی نظم " فرشتوں کی سپاہ " پڑھی۔
ماشاءاللہ ۔ اللہ آپ کے کلام میں مزید نکھار
پیدا فرمائے اور آئندہ بھی آپ کو مفید کلام پیش کرنے
کی توفیق ملتی رہے ۔ آمین

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا

انا فتحنا لك فتحا مبينا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وعلٰی عبدہِ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصــــر

لندن

13-8-06

مکرمہ امۃ الرشید بدر صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ آپ کی نظمیں ماشاء اللہ بہت اچھی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ علم و عرفان کو جلا بخشے۔ آپ کو ہر قسم کی بھلائیاں اور خیر و برکت عطا فرمائے۔ آپ کی تمام نیک مرادیں پوری کرے۔ ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور آپ کے ایمان اور اخلاص میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ دعائیں بھی کرتی رہیں۔ اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کو بے انتہا خوشیاں عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

**خلیفۃ المسیح الخامس**

واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا
انا فتحنا لک فتحا مبینا
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
امام جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

لندن
3/6/07

مکرمہ امۃ الرشید بدر صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ آپ نے جو نظم لکھی ہے، وہ میں نے پڑھ لی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص اور ایمان میں برکت عطا فرمائے۔ آپ کی تمام نیک خواہشات کی تکمیل کے سامان پیدا فرمائے۔ آپ کو اپنے بے شمار فضلوں اور انعامات کا وارث بنائے اور تمام پریشانیوں سے نجات بخشے۔ آمین۔

والسلام
خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل ربوہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ مورخہ 29 نومبر 2007ء کے روزنامہ الفضل میں ''سبحان اللہ، سبحان اللہ'' کے عنوان سے ایک نظم شائع ہوئی جو ہم سب کو بہت پسند آئی۔ الفاظ کا چناؤ اور ترتیب بہت عمدہ تھی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اے۔آر۔ بدر صاحبہ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور مزید اچھا لکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

ان کیلئے پھولوں کا گلدستہ حاضر ہے مہربانی فرما کر انہیں بھجوادیں۔

(اور یہ خط بھی) جزاکم اللہ احسن الجزاء

والسلام

خاکسار

عبدالحق

حکیم عبدالحق

31/6 دارالرحمت غربی ربوہ

فون:047-6215666

31-12-07

31/12/07

جماعت کی عظیم معروف شاعرہ مکرمہ محترمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ ایک خط کے جواب میں لکھتی ہیں

'' آپ کی غزلیں پڑھیں آپ بھی اسی راہ کی مسافر لگتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے اپنے آستانے پر رونے تڑپنے اور مچلنے کی اجازت اور توفیق دے رکھی ہے ورنہ ہمارے جیسے کیا کرتے کہاں جاتے اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا خاص فضل فرمائے''

والسلام

خاکسار

ارشاد عرشی ملک

11 جولائی 2008

## ﴿بھر دوں تیری حمد سے کائنات﴾

تیری جستجو میں چلوں میرے یار
تخیّل کے سیارچے پہ سوار
وہ پہلو میں لے کر دل بے قرار
مکاں لا مکاں سے بھی جاؤں میں پار

یہ خواہش ہے اے عظمتوں والی ذات
کہ بھردوں تری حمد سے کائنات

تیرے فضل و رحمت کی چھاؤں میں جاؤں
میں آفاق کی سب فضاؤں میں جاؤں
ہواؤں میں جاؤں خلاؤں میں جاؤں
کہ نوروں بھری کہکشاؤں میں جاؤں

تیرا ذکر کرتی چلوں ساتھ ساتھ
کہ بھردوں تری حمد سے کائنات

وہ رنگین مہکی بہاروں میں جاؤں
حسیں وادیوں کوہساروں میں جاؤں
میں گرتی ہوئی آبشاروں میں جاؤں
بہت روح پرور نظاروں میں جاؤں

تیرے گیت گاتی ہوئی ساتھ ساتھ
کہ بھردوں تیری حمد سے کائنات

ترانے سنوں تیرے مرغِ چمن سے
کہ شیریں نواؤں سے شیریں سخن سے
تیری حمد کرتے ہوئے کوہ و بن سے
سبھی چاند تاروں کی اس انجمن سے

یہ آواز ہو میری ان سب کے ساتھ
کہ بھردوں تیری حمد سے کائنات

ہر اک شے سے تیری کہانی سنوں میں
کہ ذرّوں تلک کی زبانی سنوں میں
صدائے ازل جادوانی سنوں میں
مگر نہ کبھی لن ترانی سنوں میں

سدا سر پہ ہو تیری رحمت کا ہاتھ
کہ بھردوں تیری حمد سے کائنات

## ﴿سبحان اللہ سبحان اللہ﴾

ہر شے ہے جہاں کی محوِ ثنا ہر ذرّے میں تو جلوہ نما
تجھے دیکھ کر ہر سُو دل نے کہا سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ شمس و قمر یہ ارض و سمأ یہ کہکشاں تارے قوس و قزح
یہ برق یہ باراں کالی گھٹا سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ بن صحرا کہسار سبھی تیری عظمت کے اظہار سبھی
تجھے دکھلائیں بہتے دریا سبحان اللہ سبحان اللہ

گلشن گلشن جنگل بیلا پتہ پتہ بوٹا بوٹا
یہ پھول یہ کلیاں بادِ صبا سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ لحم ولبن میوے سارے مخلوق پہ ہیں تو نے وارے
ہر شے بِن مانگے کر دی عطا سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ بینائی یہ شنوائی یہ لب کی قوتِ گویائی
یہ عقل و خرد یہ فہم و ذکا سبحان اللہ سبحان اللہ

کبھی گرمی سردی بہار خزاں کبھی برکھا رت کے مزے یہاں
نئی شان ہے تیری ہر لمحہ سبحان اللہ سبحان اللہ

تیرا فضل ہے دن بھر کام کریں تھک کر شب کو آرام کریں
دیئے رات اور دن اور صبح و مسأ سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ کتنا بڑا احسان کیا دیا پیارا نبیؐ قرآن دیا
وہ نور کا ہیں بہتا دریا سبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ

تو رب سچے وعدوں والا صد شکر کہ پاک مسیح بھیجا
پھر عشق کیا جس نے تازہ سبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ

دیا ہم کو انعام خلافت کا پھر بخشا ذوق اطاعت کا
یہ فضل تیرا ہم پر مولا سبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ

وہ جس میں نور ظہور تیرا وہ بندہ ہے مسرور تیرا
جو پرتوِ حسن تیرا مولا سبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ

مخلوق کا کتنا دھیان تجھے رہے فکر اُس کی ہر آن تجھے
دوجے کو کسی کی کیا پروا سبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ

تو کیسی پیاری ہستی ہے تیری یاد میں کیف و مستی ہے
کب کوئی جہاں میں ہے تجھ سا سبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ

# ﴾ذرّہ ذرّہ صحرا صحرا﴿

ذرّہ ذرّہ صحرا صحرا
قطرہ قطرہ دریا دریا
تنکا تنکا پربت پربت
پستی پستی رفعت رفعت
بستی بستی جنگل جنگل
طوفاں طوفاں ساحل ساحل
وادی وادی گلشن گلشن
تیرا عکس ہے ہر سُو جانِ من
تو پریم نگر تو روپ نگر
سایوں والا پُر فیض شجر
سچے وعدوں والا دلبر
ملجا ماوٰی اور چارہ گر
ہر آن تجھے ہم سب کی خبر
ہر آن تیری بندوں پہ نظر
تیری ذات کا وہ دلکش ہے سفر
نہیں جس میں ڈر نہ خوف و خطر
نہ جس میں تھکن نہ شور و شر
نہیں جس کی حد وہ راہگزر
چلتی رہوں اس پہ تابہ ابد
اے اکبر و واحد یکتا احد
تیرا نام جپے دل کی دھڑکن

تیرا عکس ہے ہر سُو جانِ من
پرواز تخیّل تابہ فلک
تیرے حُسن کی ہے ہر شے میں جھلک
ہوں مہر و ماہ کہ ارض و فلک
پڑے روپ ہر شے سے چھلک چھلک
تیری مدح میں گاؤں رات اور دن
تیرا عکس ہے ہر سُو جانِ من

# ﴾حیرانئ دل﴿

تخیّل کی پرے افلاک سے پرواز جاتی ہے
نہ سرعت سے اسے نسبت نہ برق انداز جاتی ہے

رسائی گرچہ ہو اس کی حدِ افلاک سے آگے
حد وہم و گماں سے بھی حد ادراک سے آگے

یہ تیری ذات کی وسعت کے دو اقدام ہی جاناں
نہیں بس میں میری ہستی کے ایسے کام ہیں جاناں

تخیّل میں میرے طاقت کہاں ایسی اُڑانوں کی
کہ چھانے خاک یہ پیارے زمینوں آسمانوں کی

میرے خالق میرے مالک میرے معبود اور مسجود
یہ تیری عظمتیں شانیں تیری قدرت ہے لامحدود

## ﴿تم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں﴾

میں نے خود کو کبھی جب تنہا اکیلا پایا
کون ہے جس کو کہ نزدِ رگِ جاں ہی پایا
جس نے ہر درد میں ہر دکھ میں میرا ساتھ دیا
کون ہے آہ کو سُن کر وہ جو دوڑا آیا

تم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں

نور جس یاد سے تھا دل پہ اُترتا پایا
جس کے انفاس سے عالم کو مہکتا پایا
جس کی تخلیق پہ جب حسن پہ جب غور کیا
خوبروئیوں میں تھا اُس حُسن کا چرچا پایا

تم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں

گُلِ نوخیز نے جس سے تھا نکھرنا سیکھا
کون ہے جس سے کہ غنچوں نے چٹکنا سیکھا
جس کی خوشبوؤں سے مہکی ہیں فضائیں ہر سُو
جس کے ایماء سے ہی کلیوں نے مہکنا سیکھا

تم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں

چاند نے جس سے اُفق سے تھا ابھرنا سیکھا
نُور سے شب کو منّور بھی تھا کرنا سیکھا
حسن سے اپنے ہر آنکھ کو تسکین دے کر
عکس عالم میں اجاگر تیرا کرنا سیکھا

تم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں

جس سے خورشید کی کرنوں نے بکھرنا سیکھا
اپنی حدت سے نمو ہستی کی کرنا سیکھا
اور قوت بھرے نوروں کی بدولت پل پل
ہر گزرگاہِ جہاں فیض سے بھرنا سیکھا

تم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں

جس سے افلاک نے طاعت ہی تھا کرنا سیکھا
چاند تاروں کی قبا اوڑھ سنورنا سیکھا
جس کے اسرار عیاں کر کے جہاں والوں پر
عالم اسرار سے انوار سے بھرنا سیکھا

تم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتےہیں

جس سے تھا ابر نے باراں نے برسنا سیکھا
اور سیراب جہاں فیض سے تھا کرنا سیکھا
یوں زمیں مردہ نے جی اُٹھنے کی انگڑائی لی
پھر خزاں نے تھا بہاروں میں بدلنا سیکھا

تم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں

حسن پر جس کے تھا ہر دل نے مچلنا سیکھا
ان حسیں جذبوں نے اُلفت میں تھا ڈھلنا سیکھا
عام الفت بھرے جذبات ہوئے دنیا میں
جس کی اُلفت سے ہی اُلفت نے پنپنا سیکھا

تم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں

کون جو سوچوں خیالوں پہ دل و روح پہ چھایا
جو میری جان میرا مان میرا دھن میری مایا
جب کبھی درد و غم ہم نے تھا بے تاب کیا
اُس کی شفقت کا ہی محسوس کیا سر پہ سایا

تـم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں

جس کی حکمت کے بحر جاری ہیں دو عالم میں
نام ہے نامہٗ فطرت کے ہر اک کالم میں
جس کی طاعت کا ہی دم بھرتے ہیں سب کروّ بیاں
جو حسیں جذبوں کی صورت ہے دلِ عالم میں

تـم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں

ہم نے ہر درد کی جس کو تھا دوا کرنا سیکھا
جس کی جانب غمِ ہستی سے تھا چلنا سیکھا
گالیاں کھائیں پٹے خوب ہی رسوا بھی ہوئے
تب اُسی در کو پناہ گاہ تھا کرنا سیکھا

تـم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں

جس کا بندے کی حفاظت بھی تھا کرنا دیکھا
آہ مظلوم پر بے تاب اُترنا دیکھا
جب پریشان کیا حد سے عدو نے تو پھر
اُس کو پیشانی سے تھا جسکا پکڑنا دیکھا

تـم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں

یہ مصرعہ حضرت مصلح موعود کا ہے

## ﴿کھینچی ہے اُس کے ہاتھ نے تصویرِ کائنات﴾

یہ مہر و ماہ اُس کے ستارے اُسی کے ہیں
یہ جھلملاتے نور کے دھارے اُسی کے ہیں

پھولوں میں حُسن تازگی خوشبو اُسی کی ہے
قوسِ قزح میں رنگ یہ سارے اُسی کے ہیں

کھینچی ہے اُس کے ہاتھ نے تصویرِ کائنات
چاروں طرف حسین نظارے اُسی کے ہیں

آبادیوں کو اُس نے ہی بخشا ہے حُسنِ زیست
گلیاں نگر یہ صحن چوبارے اُسی کے ہیں

ہر آن اپنے ڈھنگ بدلتا رہے ہے دل
اس میں یہ سارے عکس اُتارے اُسی کے ہیں

باقی ہے وہ قیّوم ہے اور لازوال ہے
ہر شے میں نیستی کے اشارے اُسی کے ہیں

ہر مضطرب کی حاجت روائی وہی کرے
لاچار بے بسوں کو سہارے اُسی کے ہیں

## ﴿آئینوں میں اُسکا یہ چہرہ دکھانا خوب ہے﴾

وہ بہاروں میں گلوں کا مسکرانا خوب ہے
اور ہوا سے جھولنا نکہت لٹانا خوب ہے

فرش کا سجنا وہ ہریالی کی چنری اوڑھ کر
بخشنا آنکھوں کو راحت دل کو بھانا خوب ہے

مستیٔ بادِ بہاری میں عجب تاثیر ہے
سبزۂ و گل کی نمو کا یہ زمانہ خوب ہے

آسماں پر سرمئی کالی گھٹاؤں کا ہجوم
نم ہوا کا گیت گانا گنگنانا خوب ہے

طائرانِ خوشنوا کو قدرت رحمان کا
وسعتوں میں چرخِ نیلی کی اڑانا خوب ہے

پہن کر پوشاکِ رنگیں اور حسین و دلنشیں
تتلیوں کا باغ میں وہ آنا جانا خوب ہے

جگنوؤں کا جھلملا کر برکھا رُت کی رات میں
گلشن و گلزار میں شمعیں جلانا خوب ہے

وقت پر اُس کا لگانا پھل اُگانا کھیتیاں
خلق کی خاطر انہیں بازار لانا خوب ہے

چاند تاروں میں وہ رکھنا نور کی اپنے جھلک
آسماں کو حُسن سے اپنے سجانا خوب ہے

کس قدر رنگین ہیں یہ جلوہ ہائے کائنات
آئینوں میں اُس کا یہ چہرہ دکھانا خوب ہے

ہے وہ اربوں سورجوں اور کہکشاؤں کا خدا
عالمیں کو اس کا قدرت سے بنانا خوب ہے

عالمِ دیوانگی میں اُس کی کائنات کا
اُسکی خاطر گھومنا چکر لگانا خوب ہے

جن کو اُس کی دھن لگی اُس بِن وہ رہ سکتے نہیں
عاشقوں کا قرب میں اُسکے ٹھکانہ خوب ہے

ہے مجازی عشق فانی عشق اور پھر بے ثمر
دل کو جو اِس سے لگائے وہ دیوانہ خوب ہے

ہے حقیقی عشق ہی سب کے لئے وجہ نجات
آستاں پر اُس کے ہی سر کو جھکانا خوب ہے

جس کی تابانی نے ذرّوں کو بھی تاباں کردیا
چاند اور سورج مسیحا کا زمانہ خوب ہے

## ﴿ذکرِ بہار﴾

ہو ذکر کچھ بہار کا گلوں پہ وہ نکھار کا
وہ عکس روئے یار کا فضاؤں کے جمال میں

نظر میں نور و رنگ و بو بساطِ سبزہ چار سُو
وہی حسیں و خوبرو تھا رو برو خیال میں

فروزاں اُس کے نور سے ہے کائنات کی جبیں
وہ خود ہے کس قدر حسیں میں تھی اسی خیال میں

ازل کی ابتداء وہی ابد کی انتہا وہی
جز اُس کے جو بھی ہست ہے وہ ہر گھڑی زوال میں

## ﴾ہو دیکھنے کی آنکھ تو دیدار عام ہیں﴿

ہر سمت کائنات میں اُس کے نقوش پا
ہے سارے عالمیں کا وہ ایک ہی خدا
نقش دوئی دلوں سے مسیحا نے دھو دیا
چلنے لگی ہر سمت سے توحید کی ہوا

جلوؤں کے اژدھام ہیں کیا اُس کے کام ہیں
ہو دیکھنے کی آنکھ تو دیدار عام ہیں

ہاتھوں میں ہے اُسی کی ڈوری حیات کی
قبضے میں اُس کی کنجیاں ہیں کائنات کی
کیا شانِ اقتدار ہے اُس پاک ذات کی
پوری ہوئی وہ پلک جھپک میں جو بات کی

بر تر گمان و وہم سے سب اُس کے کام ہیں
ہو دیکھنے کی آنکھ تو دیدار عام ہیں

بالا ہے وہ قیودِ زمان و مکان سے
مستغنی اُس کا حسن زبان و بیان سے
ظاہر ہیں اُس کی عظمتیں دونوں جہان سے
لرزاں ہیں اہل قربت شوکت سے شان سے

سب عالمیں پہ اُس کے احکام عام ہیں
ہو دیکھنے کی آنکھ تو دیدار عام ہیں

ہر شے کا ایک دوجی سے مربوط سلسلہ
بے فائدہ نہیں کچھ نہ ہے کوئی خلا
ہر شے دکھا رہی ہے چہرہ وہ دلربا

دیکھو کہیں بھی یارو رخنہ نہیں ذرا
تسخیرِ کائنات کے پھر اذن عام ہیں
ہو دیکھنے کی آنکھ تو دیدار عام ہیں

جو تھا نہیں وہ آج جو ہے نہ ہو گا کل
آیا ہے جو یہاں وہ آخر کو چل سو چل
آئیں نظر کے آگے مناظر بدل بدل
اک پاک ہے تغیّر سے وہ دلبرِ ازل
ہر شے فنا پذیر ہے اُس کو دوام ہیں
ہو دیکھنے کی آنکھ تو دیدار عام ہیں

گھومیں اُسی کی کھوج میں یہ بادلوں کے دل
سورج کا من بھی یاد میں اُسکی رہا پگھل
ماہ و نجوم کو بھی پل بھر نہیں ہے کل
تڑپیں اُسی کی آشا میں وہ دلبرِ ازل
گردش میں اُس کے گرد یہ سارے مدام ہیں
ہو دیکھنے کی آنکھ تو دیدار عام ہیں

جوبن پہ ہے بہار کہ جلوۂ یار ہے
ہر سو قطار سرو و صنوبر چنار ہے
گلہائے رنگا رنگ ہیں اور سبزہ زار ہے
گرتی ہوئی بلندیوں سے آبشار ہے
ہر سو چھلک رہے مئے عرفاں کے جام ہیں
ہو دیکھنے کی آنکھ تو دیدار عام ہیں

# ﴿تا ابد مسافتیں﴾

یہ لامکان کی وسعتیں
یہ تا ابد مسافتیں

یہ بے کنار رہگزر
یہ تیری ذات کا سفر

کٹے گا کس طرح سے پھر
جو تو نہ ساتھ ہو اگر

مقدر سبھی کی ہے صبحوں پہ شام
فقط تجھ کو حاصل بقا اور دوام

باقی ہے تو اور بقا تجھ سے ہے
کہ درگاہ تیری ہے دارالسلام

ہے مخلوق فانی نحیف و نزار
پناہوں میں تیری ہے اُسکا قیام

نہ ہو محوِ دل سے کبھی تیری یاد
ہمیشہ رہے لب پہ تیرا ہی نام

تو ماٹی کا پتلا ہے کمزور ہے تیری ذات
نہ تیرا لوہے کا بدن نہ آہنی تیرے ہاتھ
اترائے کس بات پہ تو ہے کیا تیری اوقات
عجز کی راہ پہ چل اور اُسکی پوجا کر دن رات
ہر دم تجھ کو دیکھتا ہے جو ہر دم تیرے ساتھ

عابد زاہد صالح بن کر اپنا وقت گزار
اُس بن سچا یار نہ کوئی نہ سچی سرکار
ہر دُکھ درد مصیبت حاجت اُس کے گوش گزار
وہی مالک سننے والا دل پر رکھے ہاتھ
ہر دم تجھ کو دیکھتا ہے جو ہر دم تیرے ساتھ

سدا رہے نہ مال تیرا اور نہ ہی سدا اولاد
رات اور دن کے ہر لمحے میں اُس کو ہی کر یاد
غفلت سستی کسل سے کر لے تو خود کو آزاد
چھوڑ دے گی جب دنیا تجھ کو وہ ہی ہو گا ساتھ
ہر دم تجھ کو دیکھتا ہے جو ہر دم تیرے ساتھ

ہیں حمد سبھی کرتے یاں ارض و سمأ تیری
توفیق ملے یارب کریں ہم بھی ثنأ تیری

محتاج تیرے ہر دم ہر سانس تیرا احساں
ہر جاں کی بقا پر ہے رحمت کی ردا تیری

ہیں حسن تیرے بکھرے ہر وادی و گلشن میں
پھولوں میں مہک تیری تاروں میں ضیأ تیری

مہتاب کی صورت میں چہرہ ہے عیاں تیرا
خورشید کی چلمن سے آتی ہے شعاع تیری

یہ قوسِ قزح کے رنگ دکھلائیں تیری شوخی
ہے رعد ہنسی تیری رفتار ہوا تیری

ہو موسم گل یا کہ ہو زردی خزاؤں کی
ہر رنگ نرالا ہے ہر پیاری ادا تیری

ہر نقص سے بالا ہے تو ارفع و اعلیٰ ہے
بالا ہے مکاں سے تو پر دل میں ہے جا تیری

پیغامِ نجات ہے یہ تم اس پہ عمل کر لو
قرآن کی صورت میں سنتے ہیں نوا تیری

گر ایک قدم چل کر کوئی آئے تجھے ملنے
تو سو قدم آتا ہے لاثانی وفا تیری

## ﴾بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے﴿

میرے پیارے محبوب و محسن خدایا
یہ احساں کہ تو نے کیا مجھ کو پیدا
عدم کی نہاں تیرگی سے نکالا
پھر اس پہ کرم یہ کہ انساں بنایا

قویٰ جس قدر سب ہیں بخشے تمہارے
بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے

ہوئی جب بھی حاجت کوئی مجھ کو پیدا
میری ہر ضرورت کا خود خیال رکھا
اربوں برس سے یہ تم کو پتہ تھا
کہ مجھ کو بقا کے لئے چاہیے کیا

رہے مجھ پہ لطف و کرم ہی تمہارے
بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے

تیری نعمتیں اس قدر ہیں زیادہ
کہ میں گِن سکوں نہ کروں جو ارادہ
میں ہر دم کروں ان سے جب استفادہ
کہوں کلمۂ شکر پہلے سے زیادہ

ہیں کم ان سے ذرّے فلک کے ستارے
بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے

کرم کس قدر ہیں تیرے ہم پہ دلبر
کئے ہم پہ ارض و فلک جو مسخر

دیئے کس طرح رات اور دن کو چکر
کئے ہیں یہ سب کام انساں کی خاطر

کرشمے تیری قدرتوں کے یہ سارے
بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے

زمیں آسماں میں ہزاروں نشاں ہیں
تیری معرفت کی لئے داستاں ہیں
کہاں فہم و ادراک عقل و بیاں ہیں
دکھانے کو تجھ کو یہ سب نیم جاں ہیں

بیاں کو شجر قلمیں بن جائیں سارے
سیاہی بنے یا سمندر یہ سارے

یہ مہکی ہوائیں فضائیں سہانی
یہ جَو میں حسیں بادلوں کی روانی
دھنک ست رنگی یہ بارش کا پانی
تیرے دستِ قدرت کی ہے یہ نشانی

مناظر ہیں کتنے حسین پیارے پیارے
بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے

بدلتے یہ موسم رتیں آنی جانی
یہ بچپن کے دن یہ بڑھاپا جوانی
سوا تیرے ہر شے یہاں کی ہے فانی
ہے قائم ہمیشہ ہی تیری جوانی

بہت اہلِ سطوت تھے آئے پہ ہارے
کہاں سے تھے آئے کدھر کو سدھارے

شہہ انبیاء آئے جن کی بدولت
ملی دل کی تسکین قرآں کی دولت
ہوئی جس سے ظاہر تیری شان و شوکت
حسین گفتگو اور حسیں تیری صورت

بہت دلنشیں سورتیں حرف پارے
بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے

دینے کو بندوں کو اپنے ہدایت
جاری زمیں میں ہے تیری نیابت
یعنی نبوت امامت خلافت
جو ہیں وجہ امن عافیت اور راحت

انہی سے ملا تیرا عرفان پیارے
بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے

پڑا تھا بہت ابتلاؤں سے پالا
مگر تو نے خود آکے مجھ کو سنبھالا
تھے گرداب کتنے پہ تو نے نکالا
میری سیاہ راتوں کو بخشا اُجالا

تمہیں نے لگائی تھی کشتی کنارے
بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے

بہت آئے اپنے پرائے ستانے
بہت درد و غم میں تھے گزرے زمانے
سئیے زخم جتنے نئے اور پرانے
پھر آئے میری جان مرہم سجانے

تم ہی روح کی تسکین ہو دل کے سہارے
بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے

ملا نہ جہاں میں کوئی بھی تو تجھ سا
تیرے حسن کا ہر حسیں میں تھا جلوہ
نہیں ہوش میں ہم تجھے جب سے دیکھا
نشہ ایسا اپنی محبت کا بخشا

ہیں جذبات اُلفت بھی بخشے تمہارے
بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے

کشش وہ تیرے حسن میں جان جاناں
بڑھے جس سے وارفتگی عاشقاناں
مگر حسنِ فانی تو ہے ساحرانہ
کہ ہے کام اس کا تو مٹنا مٹانا

رواں ہر طرف تیرے نوروں کے دھارے
بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے

امن میں فقط اب تو دستِ دعا ہے
حوادث میں تیری طرف ہی نگاہ ہے
تیری ذات قائم ہے باقی فنا ہے
تیرا قرب ہی اب تو جائے پناہ ہے

کٹے غم کے ایّام تیرے سہارے
بھلا نہ سکوں گی میں احساں تمہارے

## ﴿ذاتِ جاودانی﴾

الفت کریں تو کس سے
کوئی تو ہووے تجھ سا
کوئی ایک بھی نہیں ہے
ہووے یہاں جو تجھ سا
تیرا حسن حسنِ کامل
جیسے رواں ہو دریا
ہے کان خوبیوں کی
ہر جا ہے جس کی چرچا
تیری ذات ذاتِ ارفع
ہر نقص سے مبّرا

اے ذاتِ جاودانی
تیرا نہیں ہے ثانی

ہے محیط علم تیرا
ارض و سمأ میں ہر جا
یہ غیوب اور حاضر
تیرے لئے ہیں یکساں
ناقص ہے علم انساں
پیچھے گزر گیا کیا
کیا آئندہ میں ہو گا
اُسے کچھ خبر نہیں ہے
ناقص بہت بَشر ہے
دکھ درد رہگزر ہے
نہ حیات جاوداں ہے

نہ موت سے مفر ہے
آغاز لاغری ہے
انجام کار فانی

اے ذاتِ جاودانی
تیرا نہیں ہے ثانی

دستِ فنا سے جاناں
ہستی تیری مبرّا
تیری قوتیں ہیں ازلی
تیری طاقتیں ہمیشہ
قائم ہے اور دائم
اور حیٔ ذات تیری
بخشے ہے زندگانی

اے ذاتِ جاودانی
تیرا نہیں ہے ثانی

تیری حکمتوں کا پیارے
ممکن کہاں بیاں ہے
ہر قول ان پہ شاہد
ہر فعل سے عیاں ہے
شاہد ہیں ان پہ سارے
جو زمیں و آسماں میں
ہر شے پہ میرے دلبر
ہے رقم تیری کہانی

اے ذاتِ جاودانی
تیرا نہیں ہے ثانی

تیری رحمتوں کا بھی تو
ممکن کہاں بیاں ہے
ہر اک پہ تیرے احساں
وہ انس ہوں کہ ہوں جاں
بن باس ہوں درندے
یا گھروں کے ہوں چرندے
یا فلک کی رفعتوں میں
اُڑتے ہوئے پرندے
جاں دار بحر و بر سب
تیری ہی خلق ہیں سب
ہر ایک اپنی حاجت
کرتا ہے تجھ سے پوری
یہ تو ہی جانتا ہے
کس کو ہے کیا ضروری
سنتا ہے میرے دلبر
ہر اک کی داستاں تو
ہر ایک کی کہانی

اے ذاتِ جاودانی
تیرا نہیں ہے ثانی

اے دلبرم اے جانم
میرے دل کی التجا ہے
تجھ سے یہی دعا ہے
عالم میں جو کہ جاری

مہدی کا سلسلہ ہے
یہ روشنی کا منبع
توحید کا دیا ہے
نوروں سے اس کے جاناں
دنیا کو جگمگا دے
ادیانِ بت پرستی
ہر جا سے تو مٹا دے
وحدانیت کی شمع
ہر دل میں ہی جلا دے
ہر سمت سے اُٹھیں پھر
توحید کی صدائیں
دنیا سے میرے پیارے
سب دور ہوں بلائیں
اور امن و عافیت کی
چلنے لگیں ہوائیں
ہر سمت یہ صدا ہو

ہر سُو خدا خدا ہو
ہر سُو خدا خدا ہو

## ﴿صحیفۂ فطرت پہ ہے نام تیرا﴾

صحیفۂ فطرت پہ ہے نام تیرا
عیاں ذرّے ذرّے سے ہے کام تیرا

رقم پتے پتے پہ تحریر تیری
گلوں کی زبانی ہے پیغام تیرا

یہاں آئینوں آبگینوں کی صورت
ہے کیسا حسیں جلوۂ عام تیرا

مکیں جس قدر ہیں زمین آسماں میں
محبت سے لیتے ہیں سب نام تیرا

رِدائے عطا نیک و بد پر ہے یکساں
کہ رحماں ہے تو فیض ہے عام تیرا

ہوئی جس پہ ظاہر تیری شان و شوکت
کرے ذکر ہر پل وہ ہر گام تیرا

مجھے تو نے بخشی جو عرفاں کی دولت
سراسر یہ مجھ پر ہے انعام تیرا

﴿حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ
سے متأثر ہو کر کہ ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے﴾

لوحِ جہاں پہ نام ہے ہر سو تیرا رقم
ذرّوں سے اُٹھ رہی ہے تسبیح دم بدم

تو حُسنِ بے مثال ہے اور لازوال ہے
آئے جو تیرے سامنے ہے کس حسیں میں دم

خوشبو اُڑائے پھرتی ہے چنچل ہوا تیری
آنچل اُٹھا رہی ہے تیرے منہ سے دلبرم

پردہ رُخِ حسیں سے اُٹھاتی ہے چاندنی
کرتی ہے آشکار تیرا حُسن دلبرم

الفت میں صبح خراماں بادِ صبا بھی ہے
رہتی ہے تیری یاد میں شبنم کی آنکھ نم

کرتی ہے خوں جگر کو شفق عشق میں تیرے
سرخی بھری فضاؤں سے افشائے رازِ غم

وہ زرنگار دھوپ میں تیرا ہی عکس ہے
فرقاں میں جس کی تو نے کھائی ہے خود قسم

جپتی ہے تیرا نام ہی وہ شام سانولی
لیلائے شب کی زلفِ سیاہ کے وہ پیچ و خم

باراں کا یہ نزول بھی ہے لطف کی دلیل
اور ابرِ سرمگیں سے برسے تیرا کرم

دکھلا رہی ہیں تیری ہی چمکار بجلیاں
دیکھیں ہیں ان میں جلوے تیری ہنسی کے ہم

جلتے ہیں یاں تجھی سے دیئے کائنات کے
خود سے وگرنہ چاند ستاروں میں کب تھا دم

جلووٗں کو تک رہے ہیں اُٹھ اُٹھ کے کوہسار
وہ ماؤنٹ ایورسٹ ہو کہ ہو قراقرم

کرتے ہیں پھر عنادل بھی مدح سرائیاں
بھرتے ہیں تیرے عشق کا صبح و مساٗ وہ دم

بن کے ہوں وہ درندے کہ گھر کے چرند ہو
تجھ سے اُٹھا رہے ہیں یہ فیض دم بدم

وہ کِرمِ سنگ تک بھی پاتے ہیں تجھ سے رزق
ہر جان کا ہی رکھتے ہو جاناں خیال تم

تم بخشتے نہ گر کسی کو خلعتِ وجود
تو اس اندھیر نگری میں ہوتا نہ کچھ نہ ہم

جی بھر کے کر رہی ہیں مخلوقات استعمال
مخزن تو پھر بھی آپ کے ہوتے نہیں ہیں کم

# ﴿ایک شعر﴾

تابِ نگاہ ہیچ ہے جلوے ہزار ہیں
درماندگی پہ اپنی بہت شرمسار ہیں

## ﴿سب حسینوں سے بڑھ کر حسیں آپ ہیں﴾

جس طرف بھی نظر کی وہیں آپ ہیں
آپ ہم راز دل کے قریں آپ ہیں
سب ہی وہم و گماں پہ یقیں آپ ہیں
مہ جبیں آپ ہیں دلنشیں آپ ہیں

سب حسینوں سے بڑھ کر حسیں آپ ہیں

کوئی ہے جس کی دائم رہی ہو وفا
کوئی ہے ساتھ جس کا رہا ہو سدا
آیا تنہا ہی انسان تنہا گیا
دو جہاں میں فقط ہم نشیں آپ ہیں

سب حسینوں سے بڑھ کر حسیں آپ ہیں

ہیں تشفّی یہاں قلب بیمار کی
آپ ہی تو دوا درد و آزار کی
اور پناہ گاہ مضطر کی لاچار کی
حسن و احساں میں یکتا تریں آپ ہیں

سب حسینوں سے بڑھ کر حسیں آپ ہیں

میرا من تیرا میرا دھن تیرا
میرا ہر ریزۂ تن تیرا

میرا ذوقِ ادب سب تیری عطا
میری سوچ تخّیل فن تیرا

اے حُسنِ ازل کہلائے غزل
تیری شوخ ادا جوبن تیرا

دیکھے ہیں حسیں لاکھوں ہی کہیں
پر بدل نہیں ساجن تیرا

کتنے ہی نشاں دکھلائیں یہاں
چہرہ روشن روشن تیرا

یہ مہر و ماہ نجوم تیرے
یہ دھرتی نیل گگن تیرا

یہ شوخ بہاریں زرد خزاں
گرمی سردی ساون تیرا

جنگل جنگل صحرا صحرا
ہر وادی کوہ و دمن تیرا

ہر ہر کیاری ہر پھلواری
یہ سبزہ و گُل گلشن تیرا

ظلماتِ جہاں سب چھٹنے لگیں
اُترا جب نورِ سُخن تیرا

یہ حُسنِ طلب یہ ذوقِ دعا
کر دیں آخر کو ملن تیرا

کسی ذات میں ذاتی حُسن کہاں
یاں جو کچھ ہے سب دھن تیرا

جسے ہو جائے عرفاں تیرا
چھوڑے نہ وہ پھر دامن تیرا

لاکھوں گزرے محبوب تیرے
جو کرتے رہے درشن تیرا

یہ میرے نصیب میں بات کہاں
چہرہ دیکھوں روشن تیرا

## فضل ورحمت بھرا سائباں آپ ہیں

سب سے بڑھ کر میرے مہرباں آپ ہیں
سارے رشتوں کی جاں میری جاں آپ ہیں

میری آشائیں وابستہ سب آپ سے
آپ ارماں میرے میرا مان آپ ہیں

آپ ہی ٹھور میرا ٹھکانہ میرا
آپ دھرتی میری آسماں آپ ہیں

درد کی چلچلاتی کڑی دھوپ میں
فضل ورحمت بھرا سائباں آپ ہیں

اس کے صحراؤں میں ہے بہار آپ سے
شہرِ دل کے حسیں مہماں آپ ہیں

آپ ہی نعمتوں اور فضلوں کی جاں
آپ دولت میری کل جہاں آپ ہیں

خوب رویئوں نے پہنی قبا آپ سے
حُسن کی نوبہ نو ایک کان آپ ہیں

پھول کلیوں میں ہے بوئے خوش آپ کی
جلوہ ہائے حسیں کی تو شان آپ ہیں

سبز و شاداب پھولوں پھلوں سے لدا
اک مہکتا ہوا گلستاں آپ ہیں

باغِ ہستی کی رنگینیاں آپ سے
آپ ہی روح کی روح اور جان آپ ہیں

بعد بارش سبھی آسماں پہ دھنک
شوخ رنگوں بھری یہ کماں آپ ہیں

چاند سورج ستاروں بھرے قافلے
ساتھ ان کے نگہباں رواں آپ ہیں

آپ ہی سے رواں وقت کا رخش بھی
ہیں مکاں آپ ہی لامکاں آپ ہیں

ہر کہانی لئے ایک انجام ہے
تا ابد جو رہے داستاں آپ ہیں

# ﴾بیٹھے ہیں مدّتوں سے تیری راہگزار میں﴿

دل میں بسائے رکھ اُسے مہماں کئے ہوئے
اِک شمع یادِ یار فروزاں کئے ہوئے

ارض و سمأ اُسی نے تو پیدا کئے ہیں دیکھ
کیا کیا نہ تیرے واسطے ساماں کئے ہوئے

رحماں ہے وہ رحیم ہے ربِّ کریم ہے
دیتا ہے بے حساب جو احساں کئے ہوئے

ہیں جس قدر جہاں میں مضامینِ کائنات
رکھتے ہیں اُس کی ذات کو عنواں کئے ہوئے

بے نور ہوویں مہر و ماہ و نجوم سب
جب آئے ہے وہ بزم میں حیراں کئے ہوئے

دن کو کہیں سکوں ہے نہ شب کو کہیں قرار
گھیرے ہیں کچھ مسائل ہراساں کئے ہوئے

بیٹھے ہیں مدتوں سے تیری راہگزار میں
آنکھیں بچھائے نذر دل و جاں کئے ہوئے

ہے آرزو وہ دیکھے کبھی زخم دل میرے
آئے کبھی تو درد کا درماں کئے ہوئے

## ﴿وہ جس کے لئے رقص میں کائنات﴾

قوانینِ فطرت سے ہم پہ کھلا
کہ ہے ایک ہی اس جہاں کا خدا

وہ جس کے لئے رقص میں کائنات
نہ ٹال اُس کے احکام مان اُسکی بات

نظر تو ذرا مہر و ماہ پہ اُٹھا
ہے نور اُسکا دونوں میں جلوہ نما

فقط چاند سورج نہیں ہیں نشاں
ہیں ذرّوں میں بھی اُسکی تابانیاں

حسیں پھول کلیوں نے حسن اور نکھار
اُسی نے تو مانگا ہوا ہے اُدھار

عناول کی صبح و مسأ یہ پکار
تو آقا ہمارا ہے اے کردگار

زمیں آسماں میں ہیں جتنے مقام
ہر اک جا بھرے اُس کے لشکر تمام

ہیں اُس ذات کی وسعتیں بے کنار
نظر تھک کے لوٹے نہ پائے کنار

ہے گلزارِ ہستی میں اُس سے بہار
اُسی ذات میں ہے سکوں اور قرار

ہیں دل عاشقوں کے اُسی پہ نثار
وہ گُلشن کی جاں ہے وہ جانِ بہار

ملائک رسل اولیأ خواص و عام
بڑے چھوٹے سب اُس کے در کے غلام

جو احساں پہ اُسکے تو ڈالے نگاہ
نہ چارہ ہو پھر تجھ کو اس کے سوا

اُسی کی تو ہر آن ڈھونڈے پناہ
نہ آئے نظر کوئی اُس کے سوا

ہے واجب کریں شکر اُس کا سدا
جو خالق ہے اس جسم اور روح کا

## ﴾تضمین بر اشعار حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ﴿

وہ پھولوں کا حسن و نکھار اللہ اللہ
فضائیں ہوئیں مشکبار اللہ اللہ
مہکنے لگے لالہ زار اللہ اللہ
ہے جوبن پہ جلوۂ یار اللہ اللہ

"یہ رنگینیٔ نو بہار اللہ اللہ
یہ جام مئے خوشگوار اللہ اللہ"

جبیں فرش کی سبز خلعت پہن کے
دکھاتی ہے جلوے حسین من موہن کے
لئے رنگ پھولوں نے رشکِ چمن کے
مناظر ہیں دلکش بہت کوہ و بن کے

"اُدھر ہیں نظر میں نظارے چمن کے
اِدھر رو برُو روئے یار اللہ اللہ"

وہ اعلیٰ و ارفع وہ ذی شان و اکبر
وہی سب سے اوپر وہ بالا و برتر
وہ افعال میں ہے قوی اور قادر
پھر اقوال خوشبوؤں سے ہیں معطر

"وہ لب ہیں کہ ہیں وجد میں موج کوثر
وہ زلفیں ہیں یا خلد زار اللہ اللہ"

نگہبان ہر جان کا ہے وہی خود
وہ ابرِ کرم بحرِ رحمت بھی اور وُد
قبا نور کی اوڑھ کر احد و واحد
ہے جلوہ نما پردۂ حسن میں خود

”میں اس حال میں ہوش میں مست و بے خود
وہ مستی میں بھی ہوشیار اللہ اللہ“

وہ حسیں خوبرو
ہیں اُسی کے جہاں میں یہ سب رنگ و بُو
اُس کی برکت سے ہے زندگی کی نمو
ہے یہاں اور وہاں ہر جگہ چار سُو
ہر گھڑی اپنے عشّاق کے رُو برُو
اُس کے خط سے عیاں اُس کی جو گفتگو
اُس کا چہرہ دکھایا جائے ہے ہُو بہُو
گو کہ پھولوں سے بڑھ کر وہ ہے نرم خُو
لیک اُس کا غضب
وہ تو مغضوب قوموں پہ بھڑکا ہے جب
صفحۂ دہر سے مٹ گیا ناگہاں اُن کا نام ونشاں
جیسے بستی ہی نہ تھیں کبھی وہ یہاں
چھن گئیں یک بیک کیسے ان سے یہاں
زندگانی کی ساری ہی رعنائیاں
ہوا رخصت بہاروں کا رنگیں سماں
اس سے ثابت ہوا
زندگانی کا کوئی تو مقصد بھی تھا
پاک ہے وہ کرے کام بے فائدہ
ہے پیدائشِ انساں کا مقصد یہی
اُس کی طاعت عبادت فقط بندگی

پھولوں کا حُسن کلیوں کا نکھار دیکھ کر
مہکے ہوئے یہ گلشن و گلزار دیکھ کر
سبزہ حسین وادیاں کہسار دیکھ کر
اثمار سے لدے ہوئے اشجار دیکھ کر
جوبن پہ رنگ و نکہتِ بہار دیکھ کر

دل جھومتا ہے عکسِ رُخِ یار دیکھ کر

چرخِ بریں کی گردش و رفتار دیکھ کر
تارے یہ آسماں پہ بے شمار دیکھ کر
سورج میں اور چاند میں انوار دیکھ کر
آفاق میں یہ آپ کے آثار دیکھ کر
قدرت کا اقتدار کا اظہار دیکھ کر

دل جھومتا ہے شوکتِ دلدار دیکھ کر

یہ شورِ ابر برق کی چمکار دیکھ کر
چھم چھم برستے مہینہ کی جھنکار دیکھ کر
منہ زور ان ہواؤں کی رفتار دیکھ کر
نالے ندی یہ جھرنے آبشار دیکھ کر
انہار اور یہ بحرِ بے کنار دیکھ کر

دل جھومتا ہے قدرت دلدار دیکھ کر

عجائباتِ ارض بے شمار دیکھ کر
خشکی کے اور تری کے جاندار دیکھ کر
انواعِ نباتات بے شمار دیکھ کر

ذرّوں تلک میں حسن کی چمکار دیکھ کر
ہر شے کے آپ ہی سے جڑے تار دیکھ کر

دل جھومتا ہے شانِ شہریار دیکھ کر

طیورِ خوشنوا بے شمار دیکھ کر
دوشِ ہوا پہ رقصاں و سوار دیکھ کر
اُڑتے ہوئے قطار در قطار دیکھ کر
اپنی زباں میں اُنکے اذکار دیکھ کر
صبح و مسأ وہ حمد کا اظہار دیکھ کر

دل جھومتا ہے عشقِ حسیں یاردیکھ کر

گلیاں نگر یہ دار اور دیار دیکھ کر
یہ نعمتاں بھرے ہوئے بازار دیکھ کر
لحم و لبن یہ میوے اور اثمار دیکھ کر
پھر استطاعتِ خریدار دیکھ کر
اُس کا کرم عطائیں بے شمار دیکھ کر

دل جھومتا ہے لطفِ نگہ یار دیکھ کر

قرآن میں یہ آپ کے اسرار دیکھ کر
اسرار دیکھ کر حسیں گفتار دیکھ کر
اور معرفت کے بحرِ بے کنار دیکھ کر
وجہ سکوں اور عافیت ، قرار دیکھ کر
رحمت کا بار بار یہ اظہار دیکھ کر

دل جھومتا ہے آپکا یہ پیار دیکھ کر

پیاروں کے ساتھ آپکا یہ پیار دیکھ کر
نصرت ہی ہر قدم پہ بار بار دیکھ کر
دشمن کی انکے سامنے یلغار دیکھ کر
پھر ہیچ انکے آگے بہت خوار دیکھ کر
بے کس بھی اور بے بس و لاچار دیکھ کر

دل جھومتا ہے اقتدارِ یار دیکھ کر

وہ حسیں دلربا حسن کا بادشاہ
سب حسینان ہیں اُسکے در کے گدا

اُس کی شانیں عجب اُسکی عظمت جدا
مالکِ ارض و افلاک وہ شہنشاہ

ذرّے ذرّے پہ حاصل تصّرف اُسے
اَحکَمَ الحَا کمیں سارے شاہوں کا شاہ

سبھی در بند ہوں اُس کا در ہے کھُلا
ایک رہتی ہے وابس اُسی کی پناہ

وجہِ تسکینِ دل وجہ آرامِ جاں
اُس کی چوکھٹ ہے خوشیوں کی آماجگاہ

چھوڑ اُس کو درِغیر پر جو جھکا
اُس کی حالت عجب ہے عجب معاملہ

یاد رہتے ہیں دوجوں کے احساں تجھے
جو سراپا عطا اُس سے شکوہ گلہ

درد کی راہ ہے یاں کی ہر رہگزر
کٹ سکے گی نہ گر ہو نہ اُسکی پناہ

اے کہ میرے دلربا اے میری پناگاہ
بے حد وحساب ہے تیرے کرم کا سلسلہ

جو بھی عہد کرلیا اُس کو پھر وفا کیا
دیکھا نہ اس جہان میں تجھ سا کوئی باوفا

ہر قدم تیرے نشاں ہر طرف تجلیاں
جسکا جتنا ظرف تھا اُس پہ اُس قدر کھلا

جب کبھی بھی پڑگیا ابتلا سے واسطہ
حصارِ عافیت میں اپنے آ کے ہم کو لے لیا

درد و غم وہم سے فکر سے رہا وہ ہوگیا
جس نے اپنا آپ آپ کے سپرد کر دیا

## ﴿مقصدِ تخلیق کائنات﴾

تیرا حرف کن نہ ہوتا بنتی نہ پھر بات
کچھ نہ ہوتا عدم میں ڈوبی ہوتی کائنات

سورج چاند ستارے اور یہ روز و شب نہ ہوتے
روشنیوں کی جھلمل جھلمل ہوتی نہ برسات

نہ ہوتی یہ دھرتی نہ ہوتے یہ لالہ زار
نہ رنگین بہاریں ہوتیں نہ کھلتے گل پات

نہ دریا سمندر ہوتے نہ ندیاں نہ جھرنے
نہ بادل نہ بارش ہوتے نہ ساون برسات

نہ ہوتیں یہ شوخ ہوائیں نہ آندھی طوفان
ایک سکوت سا چھایا رہتا ایک سیاہ سی رات

لہروں پر نیّا نہ چلتی شوخ ہوا کے ساتھ
نہ ہوتے گرداب بھنور نہ ڈوبنے کے خدشات

زرد رتوں میں بوٹوں سے گرتے نہ گل اور پات
نہ ہوتیں یہ سرد ہوائیں نہ جاڑے کی رات

خلق کو تیری گرما کے نہ روز و شب تڑپاتے
نہ ہوتے یہ لو کے تھپیڑے نہ اگنی برسات

نہ ہوتے یہ پنکھ پنکھیرو نہ ماہی نہ آب
نہ چوپائے وحشی ہوتے نہ ہوتے حشرات

کوئی بڑا نہ چھوٹا ہوتا نہ کوئی اونچا نیچا
کوہ و کاہ کی شاہ و گدا کی ایک سی ہوتی بات

نہ ہوتے سن سال مہینے نہ ہفتے نہ دن
ادل بدل کر آتے نہ یہ روز و شب اوقات

نہ مذہب نہ طرائق ہوتے نہ ہوتے سب لوگ
نہ ہوتی کافر کی سزا نہ مومن کے ثمرات

نہ ہوتی یہ ہستی نہ ہی جھنجھٹ اسکے ہوتے
نہ خوشیوں کے میلے سجتے نہ غم کے حالات

اُس کے ایمأ سے ہی جگ میں ہے یہ گہما گہمی
اُس کے صدقے ہوئی ہویدا نوروں کی برسات

اُس کا نور اور اُس کی طاقت کام کرے ہر شے میں
اُس کے گن ہی گاتی جائے ہر شے دن اور رات

اُس کے منہ کے صدقے ہے یہ خوشیوں کی بارات
دونوں جہاں کے سکھ ہیں اُس کے چہرے کی خیرات

اُس نے جگ کی ہر شے پیدا کی انسان کی خاطر
تامشکور وہ ہو اُسکا اور عبد بنے دن رات

اُس کی ذات میں ہوں ظاہر بس اُس دلبر کے رنگ
اور منعکس ہو اس آئینے میں اُسکی صفات

ایک پیار مخزن تھا وہ دلبر یار ہمارا
اُس نے چاہا دنیا پر ظاہر ہو اُسکی ذات

# ﴿مصوّرِ حقیقی﴾

مرغانِ خوشنوا اور طوطے یہ سبز لال
یہ رنگا رنگ چڑیاں بگلے حسین چال

پھیلائے پنکھ مور کرے رقصِ بے مثال
کیسی حسیں ہے آپکی صنّاعی و جمال

یہ زیبروں زرافوں پہ رنگوں کا استعمال
کس شان کی مصوّری کیا ذوق کا کمال

تخلیقِ حسن آپکی کیسی ہے بے مثال
یہ دلنشیں تصور یہ دلنشیں خیال

سب جاں مصوّری میں تمہارے ہی دم سے
سب آرٹسٹ جاناں ہیں آپکے نقّال

اے خالقِ مناظر تیرا نہیں جواب
بس تو ہی اک حقیقت باقی تو قیل و قال

سُر بھی ہے تیرا ساز بھی
اور ہر مدھر آواز بھی

سب اہل حسن و رنگ میں
تیرے حسن کے انداز بھی

تو ہے رگِ جاں سے قریں
ہر ایک کا ہمراز بھی

ہر تیرگی میں ساتھ ہے
ہر دکھ میں ہے دمساز بھی

تجھ سے ہر اک امید ہے
اور تجھ پہ ہم کو ناز بھی

تیرے ہی در کے ہیں گدا
محمود بھی ایاز بھی

ہر اک کا تیرے ہاتھ ہے
انجام بھی آغاز بھی

ڈھانپے ردائے عفو سے
در رحمتوں کے باز بھی

مضطر بہت بے تاب ہے
سن اس کی اب آواز بھی

## ﴿چمن صحن میں باغبانی کے دوران کہی گئی نظم﴾

میں فقط اک باغباں لیکن اُگاتا ہے وہی
اور تہہ گِل کام تو اپنا دکھاتا ہے وہی

کس کو طاقت ہے اگائے اک تنکا گیاہ کا
جالِ سبزہ روئے دھرتی پر بچھاتا ہے وہی

ہیں قطار اندر قطار سرد و صنوبر و دیودار
اپنی قدرت سے گھنے جنگل اُگاتا ہے وہی

لہلہاتے باغ فصلیں کیسے کیسے پھول پھل
ان میں اپنے حسن کے جلوے دکھاتا ہے وہی

ہیں اسی سبزے پہ قائم ساری اقسامِ حیات
زندگی کے رنگ سارے اس سے لاتا ہے وہی

پھیلتے جاتے ذرا سے بیج سے ہیں لالہ زار
عدم سے تخلیق کے جلوے دکھاتا ہے وہی

روشنی پانی ہوا پر ہے نباتاتی حیات
آسماں سے گویا سارا رزق لاتا ہے وہی

## ﴿ایک پہاڑی علاقے کے سفر سے واپسی پر﴾

سفر درپیش ہو تجھ کو کبھی حالات کے اندر
تو لازم ہے سفر تیرا ہو اُسکی ذات کے اندر
قولِ سِیرُو فی الارض پہ چل پیشِ نظر رکھ کر
مناظر کے اشاروں کو سمجھ اُن پر تدّبر کر

سو کتنی مدتوں کے بعد ہم نے دل میں یہ ٹھانی
کہ دیکھیں سیر فی اللہ میں مناظر کی فراوانی

بہت بعد از تفکّر راہ میں ہم نے یہی جانا
کوئی انساں کوئی حیواں کوئی پتّہ کوئی دانہ
کوئی منظر کوئی رستہ کوئی بستی کہ ویرانہ
نہیں ملتا ہے آپس میں کہ ہیں سب ہی جداگانہ

نہ دیکھا حسن میں تخلیق کے اُسکاکوئی ثانی
جدھر دیکھا اُدھر ہی منظروں کی تھی فراوانی

وہ دیکھے چار سو ہم نے اُسی کی قدرتوں کے رنگ
پہاڑوں کے سفید و سرخ پیلے سبز کالے رنگ
پھر اس پر جابجا بکھرے ہوئے کہسار کے وہ سنگ
ہوئی جاتی تھیں جن کو دیکھ کر عقلیں سبھی کی دنگ

پھر اس پر آبشاروں اور جھرنوں کا رواں پانی
جدھر دیکھا اُدھر ہی منظروں کی تھی فراوانی

کبھی کہسار کی چوٹی سے ٹکراتے ہوئے بادل
کبھی رم جھم کبھی چھم چھم برستے اور وہ جل تھل
مناظر دل نشیں تھے اور حسیں تھے دید کے قابل

نظر آتے تھے جلوے اسکی قدرت کے وہاں پل پل

ہوئی جاتی تھی اس دم دل کی کیفیت بھی وجدانی
جدھر دیکھا اُسی کے حسن کی دیکھی فراوانی

ہوا کے تیز جھونکوں سے وہ لہراتے ہوئے آنچل
درختوں کا طرب میں رقص اور کیسی حسیں ہلچل
بچھا سبزہ زمیں پر یوں کہ جیسے ہو کوئی مخمل
ہوئی پھولوں کے تختوں سے تھی کیا آرائشِ جنگل

عطا ہر شے کو کر کے حسن پھر کرنا نگہبانی
جدھر دیکھا اُسی کے حسن کی دیکھی فراوانی

گلوں کی ٹہنیوں کے عکس تھے ندیا کے پانی میں
کہ دیکھے آئینہ جیسے حسیں کوئی جوانی میں
شفق کا رنگ تھا مخلوط رنگِ آسمانی میں
فسونِ حسنِ فطرت تھا وہاں اپنی جولانی میں

نرالے اُسکے جلوے ہیں کہ ہے وہ یار لاثانی
جدھر دیکھا اُسی کے حسن کی دیکھی فراوانی

وہ چھٹنا ابر کا اور مہر کی وہ جلوہ سامانی
دمکتے قطروں پر کرنوں کی ہر سو نورافشانی
بچھے ہوں چاند تارے جس طرح دھرتی پہ نورانی
عجب تھا رنگِ مئے خانہ مئے عرفان کی ارزانی

کہ ہر تخلیق گویا تھی نہیں اُسکا کوئی ثانی
جدھر دیکھا اُسی کے حسن کی دیکھی فراوانی

درختوں کے تنوں سے تھیں لپٹتی جارہی بیلیں
وہ کیا شوق بلندی تھا کہ چڑھتی جارہی بیلیں

سہارا منضبط لے کر وہ پھلتی پھولتی بیلیں
ہوا کے ساتھ لہراتی ہوئی خوشبو سے وہ کھیلیں

تو بھی عروۃ الوثقیٰ پکڑ رفعت اگر پانی
جدھر دیکھا وہیں پائی بصائر کی فراوانی

سفر میں ہم نے کتنی گھاٹیاں گہرائیاں دیکھیں
بہت ڈوبی ہوئی تاریکیوں میں کھائیاں دیکھیں
پھر اُس کے بیچ بھی مخلوق کی پرچھائیاں دیکھیں
کہ واں تنہائیوں میں انجمن آرائیاں دیکھیں

تیری مخلوق ہے ہر جا یہ ہم نے بات بھی جانی
جدھر دیکھا اُدھر ہی منظروں کی تھی فراوانی

سوا اس کے بہت خاموش افسردہ مکاں دیکھے
مکاں کیا تھے نصیحت اور عِبرت کا جہاں دیکھے
مکیں فرعون اور ہامان کی تھے مثل یاں دیکھے
جو اونچی شان والے تھے وہ بے نام ونشاں دیکھے

وہی قائم وہی دائم سوا اُسکے ہر اک فانی
جدھر دیکھا وہیں پائی بصائر کی فراوانی

رقم ہو حسن تیرا بات یہ کب ہے میرے بس میں
کہ کرمِ خاک ہوں میں اور بہت اونچی تیری شانیں
بیاں کرنے کو تیرا حسن ہوویں لاکھ ہی جانیں
سمندر سب سیاہی ہوں شجر بن جائیں سب قلمیں

بیاں ہو حسن تیرا کب مجھے طاقت میرے جانی
جدھر دیکھا تیرے ہی حسن کی دیکھی فراوانی

# ﴾نعت﴿

مہرِ تاباں ماہِ منوّر
رہبرِ یکتا ہادیٔ اکبر

وجہِ تخلیقِ دو عالم
ارض و سمأ ہیں اُسکی خاطر

اُس کے نوروں سے روشن ہیں
یہ جو مہر و ماہ اختر

اتنے عالیشان مراتب
فہم سے بھی جو ہیں بالاتر

نام محمّد کام محمّد
ذاتِ اقدس پاک مطہر

خلق میں ایسا کامل و اکمل
شاہد ہے قرآن بھی جس پر

اُسکی عجب مولا سے محبت
اُسکا عِرفاں سب سے بڑھ کر

کیا کیا کشٹ اُٹھائے اُس نے
خالق اور مخلوق کی خاطر

روندے ہوؤں کی کایا پلٹ دی
عرشی ہوگئے تھے جو کم تر

وہ شاہوں کا شاہ و افسر
شاہ و گدا سب اُسکے چاکر

جام عطا ہو مجھ کو بھی جب
واہو تیرا حوضِ کوثر

# ﴿نعت﴾

کمالاتِ نبوت جس قدر تھے سب کے تم خاتم
تمہیں احمد محمدؐ مصطفیٰ و مجتبیٰ تم ہو

گمان و وہم سے بالا مقام و مرتبہ تیرا
شہِ کونین ہو محبوبِ ربِّ کبریا تم ہو

میانِ آب و گِل آدم تھا جب مرقوم یہ پایا
بِنائے عالمیں تم سے ان کا مدعا تم ہو

خدا اُترا زمین پر اے میری جاں تیری صورت میں
صفاتِ ربِّ محسن کے لئے بس آئینہ تم ہو

ہوا قائم تمہیں سے شرفِ انساں فخرِ دوعالم
مقامِ آدمیت سے فقط اک آشنا تم ہو

غلاموں عورتوں بچوں یتیموں کے تمہیں والی
ہر اک مظلوم طبقہ کا میری جاں آسرا تم ہو

ہوئے قاصر زمین و آسماں جس کے اُٹھانے سے
اُٹھایا تم نے وہ بارِ امانت باوفا تم ہو

تیرا ہر قول ہر اک فعل ہے تفسیرِ قرآنی
حقیقت میں مجسّم قولِ ربِّ کبریا تم ہو

## ﴾نعت﴿

وہ جلوے خدا کے دکھائے ہیں تو نے
کہ پردے تھے جتنے ہٹائے ہیں تو نے

کرشمے تیری قوتِ قدسیہ کے
فرشتوں سے انسان ملائے ہیں تو نے

وہ روحانیت کے فلک پہ ہمیشہ
حسیں چاند تارے سجائے ہیں تو نے

وہ دریائے انوار مہتاب مہدی
جسے خود معارف سکھائے ہیں تو نے

اُٹھانے سے جن کے تھے کہسار لرزاں
وہ سب بار تنہا اُٹھائے ہیں تو نے

وہ لاعلم اُمّی وہ ناخواندہ جاہل
معلم جہاں کے بنائے ہیں تو نے

رسائی نہ تھی جن تلک یاں کسی کی
وہ ارفع مقامات پائے ہیں تو نے

تڑپتا رہا غم میں خلق خدا کے
یہی درد دل میں بسائے ہیں تو نے

نہ ملجا نہ ماویٰ ٹھکانہ تھا جن کا
کئے اُن پہ رحمت کے سائے ہیں تو نے

زمانے کے روندے ہوئے غم کے مارے
بہت ناز جن کے اُٹھائے ہیں تو نے

وہ رشتوں میں اُلفت کی خوشبو بکھیری
تعلق نبھانے سکھائے ہیں تو نے

نفرت سے لبریزہ تیرہ دلوں میں
چراغِ محبت جلائے ہیں تو نے

کڑی دشمنی دوستی سے بدل کر
وہ اغیار اپنے بنائے ہیں تو نے

باطل کا بطلان کر کے جہاں سے
علم راستی کے اُٹھائے ہیں تو نے

سلاسل غلامی کی سب توڑ ڈالیں
قوانین کالے مٹائے ہیں تو نے

وہ انسانیت کو بچانے کی خاطر
بہت کشٹ پیارے اُٹھائے ہیں تو نے

اللّٰھُمّ صلّی عَلیٰ محمّدٍ وّ عَلیٰ آلِ مُحَمّدٍ

## ﴿نعت﴾

اے مہِ دلبراں ہر طرف ہیں رواں
آپ کے حُسن اور نور کی نالیاں

نور لیتی ہیں قومیں بقدرِ ظرف
نور ہو جاتی ہیں قسمتوں والیاں

سب اُٹھاتی ہیں فیض آپ سے جانِ جاں
سرخ ابیض ہوں کہ گوریاں کالیاں

آپ سے فطرتوں کے شگوفے کھلیں
مسکرائیں لئے پھول پھل بالیاں

شجر دیں پھر بہاروں کا مسکن بنا
ہو گئیں پھر ہری اس کی سب ڈالیاں

دل میں حسرت ہے اُڑ کر مدینے چلوں
چوم لوں بڑھ کے روضے کی سب جالیاں

## ﴿بحضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم﴾

علم ہے مجھ کو میری اوقات کیا
جانتی ہوں میں کہ میری ذات کیا

مرتبے ارفع گماں سے بھی تیرے
کہ سکوں گی تیری خاطر نعت کیا

تجھ سے ہی روشن ہوئی ہیں شش جہات
نور کی تیرے ہوئی برسات کیا

تیری خاطر ہیں یہ سب کون و مکاں
چاند تاروں کی سجی بارات کیا

جس کے دل میں بس گیا ہے تو ہی تو
سج گئے ہیں اُس کے دن اور رات کیا

## ﴾نعت﴿

قرآن وہ مجموعۂ انوارِ خدا ہے
ظلمت کو جہاں میں جو ٹھہرنے نہیں دیتا

کس شان سے کرتا ہے خدا اس کی حفاظت
اک شعشہ تلک اس کا بدلنے نہیں دیتا

مثل اس کی جو لانے کی کرے سعیٔ لاحاصل
پھر اس کو خدا دنیا میں رہنے نہیں دیتا

پتھر ہے وہ جو اس پہ گِرے ہو جائے معدوم
یہ جس پہ گرے اُس کو سنبھلنے نہیں دیتا

ہے نجمِ ھُدیٰ کفر و ضلالت کی شبوں کا
جو اپنے مسافر کو بھٹکنے نہیں دیتا

سب نقش مٹا دیتا ہے اغیار کے دل سے
جز اللہ کوئی نقش یہ جمنے نہیں دیتا

روشن رہے سورج کی طرح اس کی صداقت
باطل کو مقابل پہ ٹھہرنے نہیں دیتا

ہر دور میں دے تازہ نشاں اہلِ جہاں کو
ماضی کے ہی قصوں سے بہلنے نہیں دیتا

دنیا میں ہی کر دیتا ہے یہ داخلِ جنت
فردا کے فقط وعدوں پہ رہنے نہیں دیتا

یہ علم و معارف کے حقائق کے گہر تاب
جز اہلِ صفا غیر پہ کھلنے نہیں دیتا

یہ حسن کی وہ کان کہ جو اپنے سحر سے
گرویدہ و عاشق کو نکلنے نہیں دیتا

جتنا پئیو یہ پیاس ہی بڑھائے ہے دل کی
یوں جامِ دل تشنہ کو بھرنے نہیں دیتا

کر دیتا ہے مربوط بہم عابد و معبود
تا حشر گرہِ پاک یہ کھلنے نہیں دیتا

دل اس سے رہے آٹھوں پہر شاداں و فرحاں
غمناک کبھی بھی اسے رہنے نہیں دیتا

بیکل سا کئے دیتی ہے گو نارِ مصائب
مومن کو مگر اس میں یہ جلنے نہیں دیتا

## ﴾پاک صحیفہ قرآن کریم﴿

یہ پاک صحیفہ ہے کہ ہے قلزمِ انوار
باتیں ہیں تیرے منہ کی اے دلبرِ و دلدار

اُلفت کا چمن زار ہے خوشبوؤں کا پیکر
آبادیاں دنیا کی ہوئیں جس سے معطر

## ﴾حُسنِ قرآن کریم﴿

ہیں رنگ و نور اور نکہت بھری قرآن کی باتیں
کہ ہیں سرو و سمن ریحان و سنبل یاسمیں باتیں

تیرا ہر فعل حرفِ کن تیرا ہر قول اعجازی
نہ ایسے کام دنیا میں نہ ہیں ایسی کہیں باتیں

تیرے ہر حرف کے صدقے اندھیرے نور سے بدلیں
دلوں میں روشنی بھردیں تیری نورِیقیں باتیں

نہ باطل سامنے اُس کے کبھی دم لینے پائے ہے
حقیقت ہی حقیقت ہیں صداقت کی امیں باتیں

بہت اونچی تیری شانیں تخاطب پھر بھی بندوں سے
ہیں شاہد خلقِ ارفع کی تیری یہ دلنشیں باتیں

# ﴾حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھ کر﴿

تیری تصویر آویزاں
جو ہر گھر ہر درودیوارِ دل پر ہے
تقدّس کا جہاں
معصومیت کا آسماں چہرہ
پیامِ زندگی چہرہ سلامِ زندگی چہرہ
میرے ہادی میرے مہدی
میری چشمِ تصوّر جب صدی پہلے
وہ تیری مجلسوں وہ تیرے ایواں میں پہنچتی ہے
میں تجھ کو دیکھتی ہوں
اک نئی ہی شان میں پیارے
اور جب عاشقوں کے درمیان جلوہ نما ہے تو
دمکتا سا حسیں چہرہ
رُخِ دلدار کی مانند
زُلفِ عنبرین ہے مشکبو گلزار کی مانند
عظمت کلاہ دستار کی کہسار کی مانند
روانی گفتگو کی قلزمِ زخّار کی مانند
وہ چلنا برق کا گویا تیری رفتار کی مانند
ہیں دیدیار کی شاہ وہ تیری باصفا آنکھیں
سجی غضِ بصر سے گو کہ تیری نیم وا آنکھیں
ہیں ماضی حال فردا کی مگر عقدہ کشا آنکھیں
کانوں پر فدا ہم کہ صدائے یار سنتے ہیں
حسین و دلنشیں دلدار کی گفتار سنتے ہیں
برستی ہے تیری پیشانی سے انوار کی بارش
کہ حسنِ یار کی بارش
کہ جس کی ضوفشاں کرنیں

رواں ہی سارے عالم میں
ردائے تیرگی ناپید ہوتی جائے ہے جس سے
میرے مہتاب تجھ میں ہیں
نقوشِ آفتابِ عالم
گزشتہ انبیاء کا عکس بھی تصویر میں تیری
تیرے چہرے میں دیکھے ہم نے
اُن سب کے حسیں چہرے
ورودِ باسعادت
اے سرو قامت
ہے خوش بختی زمانوں کی
زمیں ہم دوش ہوتی جارہی ہے آسمانوں کی
وہ تیرے ہاتھ تیرے قلم کی جنبش
کہ جن سے پھوٹ نکلے
میری جاں انوار کے سوتے
میرے پیارے میرے مہدی
یہی حسرت ہے اب دل میں
کہ تیری روح
تیری تصویر
تیری سوچوں
تیری تحریر
کے سب رنگ ہی ہم سب
اپنی ذات میں بھر لیں یوں خود کو امر کر لیں
کہ مل جائے سعادت پھر تو ہم کو دو جہانوں کی
قسمت ہو مقدّر ہو بلندی آسمانوں کی

## ﴾شانِ حضرت مسیحِ الزماں﴿

معارف کے نقطے بیاں کر گیا ہے
کہ روشن دلوں کا جہاں کر گیا ہے

جو اسرارِ قرآں تھے سینے میں مخفی
وہ سارے جہاں پہ عیاں کر گیا ہے

جنہیں سُن کے ارض و فلک جھوم اُٹھیں
وہ نغمات شیریں بیاں کر گیا ہے

# ﴿شانِ حضرت مسیح موعودؑ﴾

ہمیں آخریں میں ہے پیدا کیا
ہے واجب کریں شکر تیرا خدا

جو تو نے نبی سے تھے وعدے کئے
اُنہیں فضل سے اپنے ایفاؑ کیا

ہری ہو گئیں پھر خشک کھیتیاں
وہ چھائی ہے رحمت کی کالی گھٹا

خزاں کا سماں ہم سے رخصت ہوا
چلی قادیاں سے نسیمِ صبا

مسیح اور امام الزماں آگیا
کھلا پول دجال کے جال کا

ہوئے منکشف فطرتوں کے رموز
وہ ہے رازداں روح کے اسرار کا

خزانہ تھا قرآں کا مخفی پڑا
لٹانے کو وہ بادشاہ آگیا

محمدؐ کے اسوۂ پہ ایسے چلا
بنا شرق اور غرب کا رہنما

محمدؐ ہیں سورج تو وہ چاند ہے
لئے روشنی اُن کے پیچھے چلا

محمدؐ کا ہے وہ روحانی سپوت
ہے دشمن ہی ابتر بے شک و شبہ

صدی چودھویں کا ہے وہ شہنشاہ
قیامت تلک جس کے ہیں وزراء

محمدؐ پہ لاکھوں درود و سلام
اُنہی کی یہ سب قوتِ قدسیہ

الٰہی بڑھے پھولے یہ سلسلہ
مسیح الزماں نے جو قائم کیا

تو دے اس کو توفیق ایمان کی
اسی میں ہے انسانیت کی بقاء

تباہی کے دھانے پہ خلقِ خدا
کھڑی ہے کرم سے تو اپنے بچا

وہ طاہر مطہر جو نائب مسیح
رہے اُس پہ ہر آن فضلِ خدا

## ﴾قیامِ خلافت شانِ اظہار خداوند ذوالجلال﴿

سنو دوستو یہ صدائے عصر
خسارے میں ہے آج نوعِ بشر

جفا جور کی ہیں وہ تاریکیاں
شبِ تار کا جن پہ ہووے گماں

گھڑی ایسی ہوتی ہے گو رات کی
پہ مظہر خداوند کی ذات کی

فرشتوں کی باہم یہ سرگوشیاں
ہدایت کے لائق ہے اب کون یاں

سو رحماں خدا اپنی رحمت کے ساتھ
دکھاتا ہے قدرت مجسّم کا ہاتھ

وہ ربِّ علیٰ وہ رؤوف و ودود
کہ بھیجے ہے خود ابرِ رحمتِ وجود

یہ اُس پاک کی قوتِ قدسیہ
ہدایت کی ہر سُو چلے ہے ہوا

یہ اعجاز ہے اُسکی تاثیر کا
ملے استعدادوں کو نشوونما

صداقت کا پودا لگا ہاتھ سے
کرے آبیاری کہ پھولے پھلے

گھنیرے شجر کی بنا ڈال کر
رکھے ہے خیال اُس کا شام و سحر

مگر وہ جو ظلمات کے ہیں مکیں
یہ اک آنکھ بھی اُن کو بھاتا نہیں

ذرا سر اُٹھاتا ہے جب وہ نہال
چلے آئیں کرنے کو وہ پائمال

مگر وہ خدا جو کہ ہے ذوالجلال
مٹاتا ہے سب اُن کے مکروں کے جال

کرے باغبانی وہ بندۂ خدا
نہیں کرتی عمر اُس کی لیکن وفا

وہ جو کام ہے سینکڑوں سال کا
وہ ہو چند سالوں میں کیسے بھلا

ابھی تشنۂ تکمیل ہوتے ہیں کام
کہ بھر جاتا ہے اُس کی ہستی کا جام

بلاتا ہے پاس اُن کو اپنے خدا
دکھاتے ہیں پھر جوش دشمن بڑا

منا لیتے ہیں جب وہ جھوٹی خوشی
ہوا چلتی ہے تائید غیب کی

وہ قادر خدا وہ نصیر و ولی
دکھاتا ہے قدرت وہ پھر دوسری

امامت کے جوہر لئے اک حسیں
ہے آجاتا بن کر دلوں کا مکیں

یہ کتنی حسیں حکمت کردگار
کہ رکھتا ہے پہلے سے اُس کو تیار

جونہی وقت آتا ہے مشکل کڑا
تو کر دیتا ہے مردِ کامل کھڑا

نیابت خدا کی ہے منصب بڑا
اُسے ملتا ہے جس کو چاہے خدا

چناؤ بظاہر ہے بندوں کا کار
سراسر مگر قدرتِ کردگار

دلوں پہ تصرّف دکھاتا ہے وہ
ہر اک کو ادھر کھینچ لاتا ہے وہ

کریں اُس کی بیعت وہ روشن ضمیر
اطاعت وفا سے مرقعّ ضمیر

وہ ہوتے ہیں حکموں پہ اس کے فدا
وہ ہر لمحہ دن رات صبح و مسأ

اشارے پہ اُس کے لٹاتے ہیں یاں
وہ سب عزت و آبرو مال و جاں

نجات اُن کو ملتی ہے آلام سے
وہ ہر شب ہی سوتے ہیں آرام سے

رواں سوئے منزل رہے کارواں
رہے فکرِ فردا نہ خوفِ زیاں

خلافت سے وحدت کی سب شان ہے
یہ ملت کی تنظیم کی جان ہے

وہ خوش خو وہ دلدار دلبر حسیں
وہ روشن خیال اور فہیم و ذہین

خدا پہ قویٰ اُس کا ایسا یقین
جز اللہ کسی سے بھی ڈرتا نہیں

مقابل پہ آویں اگر بادشاہ
اُڑے خاک اُن کی وہ ہوں روسیاہ

زمانے میں وہ عافیت کا حصار
ٹلیں اُس کے دم سے بلائیں ہزار

وہ مشکل مہمات کا شہسوار
نہیں دیکھتا وہ بیاباں پہاڑ

پڑے پاؤں جس جا پہ آوے بہار
بدل دے وہ گلزار سے ریگزار

وہ کرتا ہے جب بھی کوئی فیصلہ
تو ہوتا ہے ساتھ اُس کے نورِ خدا

ہے مشکل بہت کب ہے آساں امر
وہ ملت کے سب درد لے جان پر

نہ پاس آنے دے حُزن و رنج و ملال
حوادث مصائب میں بنتا ہے ڈھال

خلافت کے بن سن تو اے بے خبر
ملت ہے اِک شخص بے سر کا دھڑ

کھڑا ہے کنارے تو کیوں آگ کے
نہیں کچھ بعید اس میں تو جا گرے

بدی کا ہے وہ تند سیل رواں
کہ ہونے کو ہے غرق سارا جہاں

گراوٹ ہے اخلاق و کردار کی
طبائع ہیں پُر فتنہ اشرار کی

گلی کوچوں میں موت کا رقص ہے
ہراساں و غمگین ہر شخص ہے

نہ ہے امن کی جا نہ جائے پناہ
نہ ہے بھاگنے کا کوئی راستہ

وساوس ہیں خدشے ہیں دل بے قرار
نہ آوے نظر کوئی راہِ فرار

خلافت اگر ہوتا بندوں کا کار
تو کرتے تم اپنے لئے اختیار

سمجھ راز سارے نہ راہیں بدل
تو مالک کے ناداں اشاروں پہ چل

تو سویا ہوا کیوں ہے آہوش میں
تو آجا خلافت کی آغوش میں

میرے پیارے مولا میرے کبریا
تُو سن لے یہ زاری یہ آہ و بکا

کرتی ہوں تجھ سے یہ عرض اے خدا
سبھی کو خلافت کے سائے میں لا

ادھر نوع انسان کے رُخ موڑ دے
وہ راہیں بدی کی سبھی چھوڑ دے

بچا ان کو پیارے تو ہے ان کا رب
جو اب بھی نہ آیا تو آئے گا کب

# ﴿سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی شان میں﴾

مبارک ہو تم کو عطائے خلافت
جو مولا نے بخشی ردائے خلافت

عیاں ہے جبیں سے تیری نور اللہ
کہ پہنی ہے جب سے قبائے خلافت

ہو ہر گام پر ہی فرشتوں کی معیت
محافظ ہو تیرا خدائے خلافت

بہت مضطرب آج دنیائے مسلم
کہ ہو اُس کے سر پہ ردائے خلافت

قیادت کا بحران و فقدان ہر سُو
سدا دے رہا ہے کہ آئے خلافت

نہ ہرگز کبھی تم جدا اس سے ہونا
رہے تم کو حاصل وفائے خلافت

## ﴿سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے خطبے سے متأثر ہو کر﴾

مولا سے اُلفتوں کے فسانے لئے ہوئے
آتا ہے ایم ٹی اے پہ خزانے لئے ہوئے

پڑتا ہے اِنبساط سے دل بھی اچھل اچھل
ہے نغمہ زن وفا کے ترانے لئے ہوئے

گھر گھر گلی گلی میں لٹاتا ہے دولتیں
جو دو سخا کے شاہ بہانے لئے ہوئے

مولا سے ساری دوریاں اب دور ہو گئیں
اب وصل کے وہ آیا زمانے لئے ہوئے

## ﴾سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی شان میں﴿

پھول خوشبو صبا سراپا نور
حسن ہی حسن حضرت مسرور

ضوفشاں یوں ہے اُفق عالم پر
مہر کا ماہ کا ہو جیسے ظہور

پرتوِ حسنِ ربّ محسن ہے
نورِ اللہ کا ہے اُس میں ظہور

وہ مٹاتا ہے فرق انساں میں
کالے گورے ہیں ایک اُس کے حضور

اس سے ہوش و خرد جلا پائیں
وہ پلاتا ہے جو شرابِ طہور

اُس کے اک خط نے زندگی بخشی
ہوئے رنج و الم میرے سب دور

## ﴿خلافت﴾

ہے شجر سایہ دار یہ
رہے سدا بہار یہ
خزاں کا اس کو ڈر نہیں
کبھی یہ بے ثمر نہیں

یہ عظمتوں کا آسماں
سروں پہ مثلِ سائباں
صدائے ارض اور سماء
اسی کی تو ہے ہم نوا

وہ جس کی پشت پہ صدا
کھڑا ہے ربّ کبریا
حسیں سی یہ راہگزر
محبتوں کا ہے سفر

ہو میرِ کارواں کے ساتھ
تھام لے تو اُسکا ہاتھ
تو دامن اس کا تھام اگر
رہے نہ تجھ کو کچھ خطر

رکھ اُس سے رابطہ صدا
ہو تجھ پہ رحمتِ خدا
تو کارواں کے ساتھ چل
ملے گا تجھ کو اس کا پھل

## ﴾سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے وصال پر﴿

وہ دس جون ۸۲ کی صبح درخشاں
افق سے نمودار روشن ستارہ
جو نظروں کو خیرہ کئے دے رہا تھا
کہ نور اُسکا ظلمات پہ چھا رہا تھا
وہ روشن ستارہ مسیح کا دلارا
کبھی مشرقی ساحروں کو پچھاڑا
کبھی پرچم دین مغرب میں گاڑا
وہ انسان تھا کام اُسکے فوق البشر تھے
کہ صورت میں اُسکی خدا جلوہ گر تھا
ہر اِک روح سے اِک تعلق تھا اُس کو
ہر اِک کو گمان پیار اُسی سے ہے اُس کو
بقا کے لئے اُس نے انسانیت کی
دعاؤں میں ایک ایک لمحہ گزارا
کہ انسان کے دُکھ اُس کے دل چھیدتے تھے
وہ ابرِ کرم برسا خشکی تری پر
نہ پیاسا رہا کوئی اس کا کنارہ
وہ تھا شہنشاہ عشق کی وادیوں کا
وہ احمد محمدؐ کا عاشق تھا ایسا
کہ جب ذکر آتا تھا اُنکا زباں پر
تو روتا تھا دل اُسکا الفت کا مارا
اور آنکھیں بھی آنسو بہاتی تھیں اُسکی
وہ عاشق تھا قرآن وسنت کا ایسا
کہ ذکر اُن کا رہتا تھا اُسکی زباں پر
طواف اُنکا ہر پل وہ کرتا تھا ایسے
کہ کعبہ اُنہی کو وہ گردانتا تھا

وہ ایم ٹی اے کا مائدہ لے کے گھر گھر
وہ خود پہنچتا تھا وہ خود بانٹتا تھا
وہ سلطان تقریر و تحریر کا تھا
دلائل براہیں قوی ایسے دیتا
کوئی اس کے آگے کہاں ٹھہرتا تھا
دلوں کی صفائی وہ کرتا تھا ایسے
کہ سب خار و خس نوچ کر پھینکتا تھا
سکھاتا رموزِ عاشقی کے وہ ایسے
کہ ہر شخص اِس آگ میں جل رہا تھا
سہانا سماں تھا
کہ حسنِ ازل بھی تو جلوہ نما تھا
یہ کس نے کہا کہ وہ گھر جا چکا ہے
ہواؤں فضاؤں خلاؤں میں اُسکا
رہے گا قیامت تلک نام زندہ

## ﴾سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وصال پر﴿

تو ٹھنڈی گھنی چھاؤں سے لبریز شجر تھا
سائے میں تیرے دھوپ کا نہ لُو کا اثر تھا

ہر رنگ تیرا رنگ تھا ہر حُسن تیرا حُسن
تو نازش گُل نازشِ صد شمس و قمر تھا

چھٹتے تھے تیری ذات سے اندر کے اندھیرے
اس دھر کی ظلمات میں تو چاند نگر تھا

تھی برق سے بڑھ کر تیری رفتار کی تیزی
لمحات میں کاٹا تھا جو صدیوں کا سفر تھا

پیارے تیرے دیدار سے ہر آنکھ تھی روشن
اس دور میں ہر شخص کا تو نورِ نظر تھا

تو ابر تھا جو برسا سدا خشکی تری پر
خالی تیرے اس فیض سے نہ بحر نہ بر تھا

محبوب سے ملنے کی خوشی میں میرے آقا
کیوں باندھ لیا چپکے سے یوں رختِ سفر تھا

روتے تھے تیری یاد میں گل بوٹے شجر سب
کیا ہوگا گلستان کا ہر ایک کو ڈر تھا

دلبر نے مداوائے غمِ ہجر کیا ہے
طاہر جو لیا بدلے میں مسرور دیا ہے

## ﴾سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح الرابعؒ کی شان میں﴿

پھول خوشبو صبا ہے بادل ہے
ماہِ آکاش ماہِ کامل ہے

دل کی تسکین ہے جاں کی راحت ہے
غم کے گرداب میں وہ ساحل ہے

اُس کے چہرے میں نقشِ یار ازل
عکس اُس میں اُسی کا کامل ہے

اُس کی باتوں میں ایسا جادو ہے
جس پہ چلتا ہے وہی گھائل ہے

ربط ارض و فلک میں کرتا ہے
دونوں کے درمیان حائل ہے

سارے عالم کا درد رکھتا ہے
سب کا غم خوار کتنا عادل ہے

دیتا ہے جھولیاں وہ بھر بھر کے
ہر کوئی اُس کے در کا سائل ہے

عِجز میں مٹ کے وہ گماں جیسا
اُسکے آگے ہر اَوج باطل ہے

سنگِ پارس ہے جو بھی چھولے اُسے
کیمیا ہے ازل سے کامل ہے

عشق کی آگ میں سراپا نور
جلتا اوروں کو کر کے شامل ہے

ہے کشش اُسکی سارے عالم میں
اُس کی جانب ہر ایک مائل ہے

چھوڑ کر سب کو چن لیا اُس کو
وہ میری زندگی کا حاصل ہے

ہوں کٹھن کیوں سلوک کی راہیں
ہم سفر گر وہ پیرِ کامل ہے

جو بھی اُس کا مطیع ہوتا ہے
دانا و ہوش مند و عاقل ہے

حسن اُس کا نظر نہ آئے جسے
کور باطن ہے اور جاہل ہے

چاند تاروں کی شکل میں آکر
رہتا موجود ماہِ کامل ہے

آج جس شخص میں وہ ظاہر ہے
وہ میری جان میرا طاہر ہے

## تضمین بَر اشعار حضرت مسیح موعودؑ

سائے میں فضلوں کے تیرے میں ہوا بابرگ و بار
باغ میں تیری محبت کے ملے شیریں ثمار
میرے آنے سے گیا دورِ خزاں آئی بہار
"اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے میرے پیارے میرے محسن میرے پروردگار"

میرے مولیٰ میری جاں تو ہے رگِ جاں سے قریب
دردِ ہجراں دور کر زاری کو سن ربِ مجیب
دو جہاں کو وار دوں پاؤں اگر تجھ کو حبیب
"تیری درگہ میں نہیں رہتا کوئی بھی بے نصیب
شرط رہ پر صبر ہے اور ترک نامِ اضطرار"

ہر طرف دیکھوں تجھے تجھ بن کوئی جچتا نہیں
تجھ کو دکھلائے ہے ہر شے میں میرا نورِ یقین
دل کے گوشے گوشے میں جاناں فقط تو ہی مکیں
"دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرشِ رب العالمین
قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اُترا مجھ میں یار"

میں ازل سے ہوں اُسی کا وہ میرا جانِ جہاں
ہر گھڑی اُس کے حصارِ عافیت میں میری جان
اے عدو مجھ تک پہنچے کی تجھے قدرت کہاں
"سر سے میرے پاؤں تک وہ یار ہے مجھ میں نہاں
اے میرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار"

جس قدر دشمن تھے میرے سب کئے تو نے تباہ
ابتداء سے مجھ کو تو حاصل رہی تیری پناہ
میری نصرت کیلئے بھیجی فرشتوں کی سپاہ
"آسماں میرے لئے تو نے بنایا اِک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار"

عمر بھر چلنا نہ پھر رکنا کسی بھی موڑ پر
ہر گزر پہ کوہِ ماراں ہر قدم خوف و خطر
آبلے پاؤں میں اور کانٹوں بھرا اس کا سفر
"واہ رے باغِ محبت موت جس کی رہگزر
وصلِ یار اس کا ثمر پر اردگرد اُسکے ہیں خار"

اُس خدائے ذوالمنن کا تم پہ ہے انعام آج
ہو رہا ہے پھر سے زندہ دوستوں ایمان آج
مردہ روحیں پی رہی ہیں زندگی کے جام آج
"ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار"

پیاس تیری تشنہ روحوں کے لئے آبِ بقا
تو ہی ہر دکھ کا مداوا درد و غم کی تو دوا
یاس کے بادل چھٹیں تجھ سے ہی میرے کبریا
"اے خدا! تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار"

عزیز و اقارب اور احباب یار
خدا کے لئے اُن سے کرتے ہیں پیار
یہ سب مال و اسباب عزّ و وقار
متاع اُن کے نزدیک ہے مستعار
تقاضا کرے جاں کا گر اُن سے یار
تو جیون کی بازی بھی دیتے ہیں ہار
”خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار“

اُنہی کو تو حاصل ہے سچی طرب
اُنہی کو ہیں معلوم جینے کے ڈھب
نہیں سانس لیتے کبھی بے سبب
سدا ذکر سے تر رہیں اُن کے لب
رہیں ساتھ خالق کے وہ روز و شب
قرار اُس کے بِن اُن کو آتا ہے کب
”اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب“

کبھی تن فدا اور کبھی زر نثار
کبھی آبرو اور عزّو وقار
اسی فکر میں رہتے ہیں بے قرار
نہ چھوٹے کبھی اُن سے دامانِ یار
وہ صدق و صفا کو کریں اختیار
رہے اُن کا ہر آن طاعت شعار
"اُسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار"

یہ بندے مطہر سے اور پاک سے
کہ ان کا تعلق ہے افلاک سے
بچائے خدا اُن کو سفّاک سے
ورے رفعتیں اُن کی افلاک سے
"لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے"

## ﴿تضمین بر اشعار حضرت مصلح موعود﴾

مل جائے تم کو ایسی سعادت خدا کرے
احکامِ دین سے ہو اِرادت خدا کرے
پھر ہو عطائے حسنِ عبادت خدا کرے
"بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے"

حلاوتِ ایمان سے دل پر سرور ہو
سارے حواس سے تیرے اس کا ظہور ہو
تحت الشعور اُس کا ہو اُس کا شعور ہو
"قرآن پاک ہاتھ میں ہو دل میں نور ہو
مل جائے مومنوں کی فراست خدا کرے"

یادِ خدا ہو دل میں لب پہ ہو اُسکا نام
ڈرتے رہو خدائے توانا سے صبح و شام
نہ ہو خلافِ مرضیٔ مولا کوئی بھی کام
"بدیوں سے پہلو اپنا بچاتے رہو مدام
تقویٰ کی راہیں طے ہوں بعجلت خدا کرے"

حرص و ہوائے دنیا کو یکسر ہی چھوڑ دو
خلقِ خدا کا ناطہ خالق سے جوڑ دو
طوفانِ گمرہی کا بس رُخ ہی موڑ دو
"دجال کے بچھائے ہوئے جال توڑ دو
مل جائے تم کو ایسی ذہانت خدا کرے"

غرباء و مساکیں بھی رہیں تیرے خوان پر
برسیں کرم کے فیض تیرے سب جہان پر
نہ ہوں فقط اقرباء و اطفال و جان پر
"احسان و لطف عام رہے سب جہان پر
کرتے رہو اِک سے مروّت خدا کرے"

اونچی اُڑانیں ہی رہیں مرغوب اور پسند
ہو چاند تاروں پر نہ فقط، عرش پر کمند
پہنچا سکیں نہ پستیاں تم کو کبھی گزند
"پرواز ہو تمہاری افلاک سے بلند
پیدا ہو بازوؤں میں وہ طاقت خدا کرے"

ہیں عالمیں میں جابجا اُس یار کے نشاں
حاصل ہو چشمِ بینا گر سننے کے ہوویں کان
سینے میں ہو آباد محبت کا اِک جہان
"سو سو حجاب میں بھی نظر آئے اُس کی شان
تم کو عطا ہوں ایسی بصیرت خدا کرے"

ڈالا ہوا ہے تیرگی نے اس پہ جو حجاب
پڑنے لگی ہے ماند سی اُسکی وہ آب و تاب
مولا تو پھر لوٹا وہ اُسکا حسن اور شباب
"بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب
بڑھتا رہے وہ نورِ نبوت خدا کرے"

## ﴾تضمین بَر اشعار﴿

### ﴾سیدہ صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ﴿

سارے جہاں کو جب تک یہ پیام نہ ہو جاوے
مقبولِ نگہِ یار ہیں الہام ہو نہ جاوے
جاری لبوں پہ تیرے میرا نام ہو نہ جاوے
"در پر پڑے ہیں جب تک انعام ہو نہ جاوے
تیری جناب سے کچھ اکرام ہو نہ جاوے"

نظرِ کرم تمہاری ہو جائے جب کسی پر
چمکے فلک پہ اُسکا پھر تارۂ مقدّر
میں ہوں مریضِ اُلفت تیری ہی میرے دلبر
"اے چارہ گر جو تیری نظرِ کرم ہو ایدھر
ممکن ہے کیسے پھر جو آرام ہو نہ جاوے"

سفلی تصورات کی جس دل میں بستیاں ہیں
دونوں جہاں میں اُس کی قسمت میں سختیاں ہیں
گو آرزوئے اوج تو ہے لیک پستیاں ہیں
"یہ دل کی بستیاں تو تجھ سے ہی بستیاں ہیں
اس گھر میں وسوسوں کا بسرام ہونا جاوے"

کیا دردِ بے بسی ہے سُونے دلوں کے آنگن
دلبر کا ذکر کرتے ہیں چھپ چھپ کے سارے مومن
راہوں پہ یار کی یاں بیٹھے ہوئے ہیں رہزن
"ہر قول و فعل پر تو لگ ہی چکی ہے قدغن
اب سانس لینا بھی یاں الزام ہو نہ جائے"

دیکھوں نہ کامرانی نہ مراد کوئی پاؤں
بس سوز کی ہی دھن پر نغمے الم کے گاؤں
نہ خوشی کے ساز پر میں کوئی گیت گنگناؤں
"چاہو ہو تم رقیباں ہنس بول میں نہ پاؤں
یہ آرزو تمہاری ناکام ہو نہ جاوے"

کر دیں گے جان و دل ہم تیری رضا پہ واری
کچھ نہیں ہے جاناں اپنی یہ تم سے یاری
آخر تلک رہے گی تجھ سے وفا ہماری
"دامن پکڑ کے تیرا کرتے رہیں گے زاری
تاوقتیکہ ہمارا ہر کام ہو نہ جاوے"

## ﴾ایک پرانی نظم﴿

سیدہ صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ کے لئے

اے بنتِ عیسیٰ اے بنتِ محمود
ہر آن رضا مولا کی ہے تیرا مقصود

ہے محوِ سفر تیرا تخیّل سوئے افلاک
تقلید تیرے پیشِ نظر صاحب لولاک

کہتی ہے تصوّف میں تو جو پیار کے نغمات
اس دل میں اُتر آتی ہے اک خوشیوں کی بارات

ہے شاعری تیری یا ہے مولا کی مناجات
یوں لگتا ہے ہوتی ہے ہر روز ملاقات

خالق کی محبت میں جو تو رکھتی ہے جذبات
اے کاش کہ ہو جائیں وہی میرے خیالات

ہے سب سے نرالا تیری الفت کا یہ انداز
یہ تو ہے مسیحا کی مسیحائی کا اعجاز

جلسوں میں بہت پیارا تیرا زورِ خطابت
اور شعروں کی صورت میں عیاں ذوقِ لطافت

دیں مجھ کو اجازت جو کبھی میرے حالات
تو پورا کروں تجھ سے میں شوقِ ملاقات

ہو سایہ فگن تجھ پہ سدا رحمتِ باری
پوری ہو ہر اک آس امید تمہاری

## ﴾حضرت آپا جان طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ کی آمد پر﴿

معارف کی تم سے بہار آئے ہے
دلوں کو سکوں اور قرار آئے ہے

میری سیّدہ آپ کو کیا خبر
یہ کیوں آپ سے ہم کو پیار آئے ہے

جدھر سے بھی خوشبوئے یار آئے ہے
وہیں پر ہی دل یہ نثار آئے ہے

## ﴾آپا جان کے لئے ایک شعر﴿

آپ میں اک چاند کی ہے چاندنی اُتری ہوئی
جس سے آپا آپ کے اقوال میں ہے روشنی

# ﴿حضرت سیّدہ چھوٹی آپا کی یاد میں﴾

سیّدہ اُمِ متیں جو جا بسی خلدِ بریں
نورِ فرقان سے سدا روشن رہی تیری جبیں
لاکھ ڈھونڈیں گے مگر پائیں گے نہ تجھ سا کہیں

موتیوں ہیروں بھری دلکش تیری تحریر تھی
قلب مردہ کو جِلا دیتی تیری تقریر تھی
لفظ تیرے دلنشیں تھے گفتگو تیری حسیں

لمحہ لمحہ زندگی کا پیش اُس کی راہ میں
مال و جان آبرو سب وقف اُس کی چاہ میں
خدمتِ دین میں کبھی ماتھے پہ بل آیا نہیں

خدمتِ قرآں میں ہر لمحہ بسر تو نے کیا
جو تیری آغوش میں آیا گہر تو نے کیا
تیری تربیت نے پیدا کر دیئے کیا کیا نگیں

19 اکتوبر 2015ء کو شائع ہونے والی سیّدہ صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ کی الميه غزل، جس نے دلوں کو افسردہ کر دیا۔ مجھے چونکہ آپ سے ارادت ہے لہٰذا اُس کے جواب میں یہ نظم لکھی گئی ہے۔ جس کا پہلا مصرعہ ہے

جس طرح ہوتے فلک سے ہیں ستارے رخصت

آپ نے حرفِ رخصت یہ کیونکر کہا
یوں لگا جیسے دل میں ہے کانٹا چبھا
چھائی افسردگی رو دیا ہے یہ من
اے کہ شیریں سخن عندلیبِ چمن

آپ ہیں رونقِ بزمِ شعر و سخن
بات ہر ایک ہی روشنی کی کرن
اور سب سے سوا آپکا فکر و فن
اے کہ شیریں سخن عندلیبِ چمن

تم سے آباد ہے نغمگی کا جہاں
ست سروں کو وہ جیسے ہو بحرِ رواں
جھوم اُٹھیں جسے سُن کے کوہ و دمن
اے کہ شیریں سخن عندلیبِ چمن

تیز رو کارواں الفتوں کا جہاں
تم سے پاتا ہے جذبوں کی جولانیاں
اُس کو مہمیز ہے یہ تیرا فکر و فن
اے کہ شیریں سخن عندلیبِ چمن

ہم نے مانا بہت تم کو پیاروں کا غم
جانے والے حسیں چاند تاروں کا غم
اب سجائیں گے پاس اُس کے یہ انجمن
یہ ہے اُس کی رضا جو کہ ہم را سجن

برکتوں سے ہو معمور عمرِ رواں
اور عطا ہو تجھے زیستِ جاوداں
ہے یہی آرزو ہے یہ آشائے من
اے کہ شیریں سُخن عندلیبِ چمن

## ﴾حضرت سیّدہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کیلئے﴿

خدا کے انعامات افضال و رحمت
چلی سے سمیٹے ہوئے سوئے جنت

فدا تھیں سبھی قوتیں اُسکی راہ میں
رہی موجزن دل میں اُسکی محبت

بہت شان کا ہے تیرا وصل دلبر
ملی دو جہانوں میں توقیر و عزت

تیرا طوف کرتی رہی ہیں ہمیشہ
قیادت، سیادت، سعادت، نجابت

تیری عظمتوں کی تیری رفعتوں کی
زمانے نے دی سو برس تک شہادت

وہ آباء تیرے حامل شان و شوکت
کہ حاصل ہوئی تم کو جن کی محبت

ہے مشہور تیری وفائے خلافت
وہ شانِ اطاعت وہ ذوقِ ارادت

وہ پاکیزگی نفس کی وہ طہارت
فرشتوں کی حاصل تھی تجھ کو رفاقت

محو رات دن وہ دعاؤں میں رہنا
جماعت کو تسکین وہ استجابت

مثالی ہی دیکھی ہیں اہلِ جہاں نے
تیری فہم اور عقل اور دانش فراست

وہ لجنات کو یاد ہے اب تلک سب
وہ تیری قیادت وہ دورِ سعادت

وہ تربیت میں غمِ ملت کی گھلنا
خلیفہ نے خود جس کی دی تھی شہادت

جہاں درد کا دل میں آباد تیرے
یہی آرزو کہ ملے سب کو راحت

تو اُمُّ المساکین ماں بیوگان کی
کہ جن کے لئے تھی تیرے دل میں رأفت

کبھی فکر یہ کہ ملے نان و نفقہ
پھر امداد کپڑوں لحافوں کی صورت

وہ فرزند تیرے خلیفہ ہمارے
رہے اُن پہ ہر آن مولا کی رحمت

جماعت کے غم ہوں کہ یا ذات کے ہوں
ہے ہنس کر ہی اُن کو اُٹھانے کی عادت

خدایا تو سب بار اُن کے اُٹھالے
عطا کر اُنہیں شادمانی بشاشت

تو رکھ اُن کو خود اپنی حفظ و اماں میں
اور ہمراہ ہو تیری تائید و نصرت

بہت بے بسی کہ حضور اُن کے اکثر
میں خط لکھ سکوں نہ بوقتِ ضرورت

ملیں فیض تیری دعاؤں کے ہم کو
یہی عرض آقا بصد عجز و منت

## ﴾حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی یاد میں﴿

یاد آتی ہے مجھے وہ رویائے مصلح موعود
عرض مولا سے یہ کرتے ہیں کہ اے ربّ درود

کر میری اولاد سے پیدا بہت لعل و گہر
اے میرے پیارے میرا انجام ابراہیمی کر

رویاً کیسی شان سے پوری ہوئی یہ آپکی
چاند تارے ہی بنی اولاد ساری آپکی

ایک پہلو یہ بھی کہ اک آپکا پیار پسر
صفتِ اسماعیلی سے رنگین ہو گا سر بسر

متصف اس صفت سے تھے حضرت مرزا وسیم
اس جہاں میں رہ کے بھی وہ داخل باغِ نعیم

وہ مقاماتِ مقدس کا محافظ پہلوان
ناز ہی کرتا رہے گا اس پہ تو سارا جہاں

سختیاں تنہائیاں کٹھنایاں سب جھیل کر
ہر فرض اس نے نبھایا اپنی جاں پر کھیل کر

قابلِ تقلید ہر اک کے لئے اس کی حیات
قابلِ صد رشک ہے سب کے لئے اس کی ممات

یہ اطاعت صبر کی قربانیوں کی داستاں
کیسے ہوں اوصاف اُسکے چند لفظوں میں بیاں

وادئ غیر ذی زرع میں جب بسا بے دست و پا
نصرتِ مولا نے لمحہ لمحہ دی اُسکو پناہ

# غزلیات

میری گفتگو ہے ستاروں کے ساتھ
میری جستجو ہے بہاروں کے ساتھ

نکل آتی ہوں بحرِ امواج سے
کہ نسبت ہے مجھ کو کناروں کے ساتھ

عدو سے نمٹ خود ہی اے ذوالجلال
پڑا ہے جو پیچھے شراروں کے ساتھ

نہیں چشمِ دل سے نہاں دلبرم
عیاں ہے وہ دلکش نظاروں کے ساتھ

اُسی کا تو ہو جو کہ ہے جاوداں
نہ ہو کام فانی سہاروں کے ساتھ

نہیں چھوڑتا اُن کو تنہا کبھی
کہ ہوتا ہے وہ غم کے ماروں کے ساتھ

نہ ذکر اُس کا سطحی ہو نہ سرسری
کہ یاد اُس کی ہو دل کے تاروں کے ساتھ

منازل کو قربانیوں کی طلب
ہیں قربانیاں جاں نثاروں کے ساتھ

جو ہو تم کو اُس کی رضا کی طلب
کرو پیار تم اُسی کے پیاروں کے ساتھ

## ﴿نجومِ فلک﴾

تم اے فلک کے تارو
اے روشنی کے دھارو
تیرہ شبی گناہ کی
چھائی ہے اس زمین پر
یاں کے ہر اک مکیں پر
یہ تمہارے زیرِ سایہ
کیا پاپ پل رہے ہیں
ظلم و ستم کے لاوے
ہر سُو ابل رہے ہیں
اور دوزخِ گناہ کے
کیا الاؤ جل رہے ہیں
تم کو ردائے پاکی
مولا نے جو ہے بخشی
اُس کو بھی کچھ عطا ہو
پُر نور ہووے خاکی
آلودگی گناہ کی
اس میں رہے نہ باقی
ہو جائے یہ بھی تم سا
جیسے ہو تم نورانی
پائے ہمیشگی یہ
کہنے کو ہے یہ فانی
تحت الثریٰ سے اُٹھ کر
ہو جائے آسمانی
مولا بھی اس سے خوش ہو
ہو جائے آسمانی

پہنو نہ اگر اوڑھو نہ اگر تقویٰ کا تن پر پیراھن
تو دور بھلا کیسے ہو گی فطرت کی کجی اور ٹیڑھا پن

آباد ہے جس سے دل کا نگر پاتال تلک ہے اُس کی نظر
ہر کھوٹے کھرے سے واقف ہے واں جھوٹ کی کچھ نہ آئے بن

سب اُس کے ہیں یہ ارض و سمأ جز اُسکے کہاں پاؤ گے پناہ
جس جا تم بھاگ کے جاؤ گے آگے ہو گی اُسکی قدغن

دل دھووو پاک اور صاف کرو اسے خوب نکھارو تم یارو
کب بات بھلا یوں بنتی ہے دھووو جو اگر مل مل کے بدن

مارو گے نہ گر اندر کی انا ہوگا نہ کبھی رشتوں میں نباہ
روتی ہوئی آج وہ جائے گی کل آئی تھی جو کرتے چھن چھن

ہے نفس بڑا سرکش یارو اسے مارو اس سے مت ہارو
تم کیسے یار کو پاؤ گے ہو گی نہ اگر اس سے ان بن

اندر کے نہ ہوں احوال اچھے تو کیسے کھلے پھر دل کی کلی
ہر سمت ہی فصلِ خزاں لاگے ہوں پھول کھلے گلشن گلشن

در بند ہوں خانۂ دل کے تو اس میں اندھیرے راج کریں
اترے گا تبھی وہ من موہن گر وار رکھو اس کے درپن

بکھرے ہیں اُس کے نشاں ہر سو ہر سمت اُسی کے رنگ و بو
جس اور بھی دیکھا آیا نظر وہ ہی دلبر وہ ہی ساجن

اندھی نہ ہوں گر دل کی آنکھیں ہر سمت اُسی کے جلوے ہیں
ہر سُو اُس مکھ کی رعنائی ہر اور اُسی کے ہیں درشن

اُس حُسن کا طوف کریں سارے یہ نیل گگن یہ سب تارے
ہو ماند مہر اُس کے آگے اُسے دیکھ کے شرما جائے چمن

بس نام اُسی کا لے لے کر رحمت کی ہوائیں چلتی ہیں
اور یاد اُسی کو کرتے ہیں برکھا بارش ابرِ ساون

گر طرزِ تغافل جانے دو گر حال کبھی تم پوچھو تو
سب کہہ ڈالوں پنڈے کی تھکن، سوچوں کی چبھن، سینے کی جلن

اے برق سنبھل کچھ ہوش تو کر تُو گرنے کو یوں نہ تڑپا کر
ہے اُس کی حفاظت میں پل پل اپنا یہ نشیمن اور خرمن

اُٹھی بارہا غم کی بادِ سموم
خوشی کا بھی جھونکا رہا ساتھ ساتھ

طلب گرچہ دنیا کی بھی تھی ولیک
رہی آخرت کی دعا ساتھ ساتھ

خدا سے محبت کے دعوے بھی تھے
بتوں سے بھی یارانہ تھا ساتھ ساتھ

گیا بھول انساں بوقت گناہ
کہ تھا گھات میں وہ خدا ساتھ ساتھ

ملا نیک و بد کو یہاں بھی صلہ
رہا خوفِ روزِ جزا ساتھ ساتھ

بقا تھی مُصِر کہ وہ باقی رہے
فنا کو بھی تھا مسئلہ ساتھ ساتھ

رہی پھر تو دونوں جہاں میں ہی خیر
کہ ہر جا ہی تو جو رہا ساتھ ساتھ

## ﴿ذکرِ توحید﴾

نہ یادِ خدا اور نہ نامِ خدا
کیسے ہی تیرے یہ صبح و مسأ

بہت ہیں کہ انساں کی صورت صنم
جو رکھتے ہیں پتھر کے دل برملا

بتوں کی عبث چاہ کرتے رہے
بہت دور تک اُن کا پیچھا کیا

مگر وہ گئے اس طرح چھوڑ کر
کہ پیچھے بھی مُڑ کے نہ دیکھا کیا

وہ قربانیاں رائیگاں سب گئیں
ملا پھر جفاؤں کی صورت صلہ

کہاں بت کہاں دلبرِ کبریا
وہ یکسر دغا یہ سراسر وفا

نہ چھوڑ اکیلا کسی موڑ پر
جو وعدے کئے اُنکو ایفاء کیا

رکھا اتنی باریکیوں سے خیال
کہ جوں پھول کلیوں کو رکھا کیا

عجب شے ہیں توحید و وحدانیت
کہ نعمت جہاں میں ہیں سب سے سوا

گواہ اُس کی ہستی پہ سب کائنات
عیاں ہے نشانوں سے زندہ خدا

مسائل یہاں کے نہیں قابلِ حل
کرے تو کرے بس کہ تو ہی کرے حل

ڈھل جائیں جس سے پہاڑوں کے بھی دل
پڑی ناتواں جان پر ایسی مشکل

کڑی دھوپ صحرا کہ ہیں آبلہ پا
ہے لمبی مسافت بہت دور منزل

ہوئے راکھ تن من جہاں جل گیا سب
کہ بھیج اب برستا ہوا کوئی بادل

بہت بڑھ چکا حد سے سفّاک ظالم
نہ منصف ہے کوئی نہ ہے کوئی عادل

بھنور ہیں کہ گرداب راہوں میں حائل
نظر میں نہیں دور تک کوئی ساحل

نہیں کوئی تجھ بن فقط تو ہی تو ہے
کرے زندگی کے مسائل کو جو حل

کرم کرمِ خاکی پہ اے ذاتِ ارفع
یہ مانا میں ہرگز نہیں تیرے قابل

ہوں کثرتِ گناہ سے خوفِ عقاب میں
ڈرتی ہوں آ نہ جاؤں تیرے عتاب میں

دنیا کا غم ادھر ہے اُدھر آخرت کا خوف
مومن کی زندگی ہے مسلسل عذاب میں

عبرت نگہ ہے دنیا ہر ہر قدم پہ دیکھ
خوشحالیوں کے دور میں حالِ خراب میں

کیوں مبتلائے کبرو مباہاتِ ذات ہے
گر دیکھنا ہے دیکھ لے خود کو حُباب میں

ہر غنچہ گل کلی میں ہے درسِ فنا خفی
حسن و نکھار و نکہتِ روئے گلاب میں

جو لطفِ مئے الفت و عرفانِ دلبرم
وہ لطف ہی کہاں ہے شراب و کباب میں

جانِ بہار جانِ وفا جانِ آرزو
پڑھتی ہوں جانے کیا کیا تجھے الکتاب میں

جلوہ کُناں آفاق میں ہر سمت اُس کا حسن
مخفی بھی ہے وہ دلبرم سو سو حجاب میں

گزرے سمے بدلتے ہوئے موسموں میں دیکھ
دیکھ اُسکو بادوباراں و رعد و سحاب میں

مقبولِ نگہِ یار ہیں وہ کارہائے خیر
جو کارِ خیر کر لئے عہدِ شباب میں

ہم پر عطائے خاص ہو ہر کرب سے نجات
آئے ہیں عرض لے کے تیری جناب میں

چمٹے چلیں گے کب تک درد و الم کے داغ
کس دن تفکرات سے پائیں گے ہم فراغ

کب تک چلے گا جان میں تیرہ شبی کا رقص
جلنے لگیں گے روح میں نوروں کے کب چراغ

کرتا رہے گا تیشۂ غم جگر لخت لخت
درد و الم سے ہونگے رہا کب دل و دماغ

کب تک چلے گا فصلِ خزاں دورِ برگریز
پائے گا کب نوید بہاراں یہ اپنا باغ

گزری ستم کی خوگر ہیں اقوام کس قدر
ملتا نہیں ہے جن کا کسی حس سے بھی سراغ

اس امتحاں نگر میں میرے ساتھ ساتھ رہنا
کانٹوں بھرے سفر میں میرے ساتھ ساتھ رہنا

میرے مہرباں لگانا کشتی میری کنارے
گرداب میں بھنور میں میرے ساتھ ساتھ رہنا

ہر ابتلا سے پیارے دینا امان ہم کو
ہر ہر کٹھن امر میں میرے ساتھ ساتھ رہنا

کبھی چھوڑنا نہ تنہا میری بے قراریوں میں
ہر خوف میں خطر میں میرے ساتھ ساتھ رہنا

اس خاک پا کو اپنی کبھی در سے نہ اُٹھانا
رکھنا سدا نظر میں میرے ساتھ ساتھ رہنا

ہر روز و شب ہی جاناں بن کر معین آنا
ہر شام اور سحر میں میرے ساتھ ساتھ رہنا

تیری راہ کا سفر تو بے انتہا حسیں ہے
اس دلنشیں سفر میں میرے ساتھ ساتھ رہنا

نمو ہر چیز کا پانا مقدّر ہو گیا ہے
ہمارا بڑھتے ہی جانا مقدّر ہو گیا ہے

یہاں انجام ہر شے کا تو تدریجاً ہی ہوتا ہے
تیرا مٹتے چلے جانا مقدّر ہو گیا ہے

تیرے مکروں فریبوں کا تو لازم ہے کہ ٹوٹے گا
بنا جو تانا اور بانا مقدّر ہو گیا ہے

یہ مانا مکر سے اپنے ابھی تو آگے آگے ہے
تیرا منظر سے ہٹ جانا مقدّر ہو گیا ہے

ڈھونڈو پناہ اُسی کے قرب و جوار میں
رحم و کرم کے بخششوں کے انتظار میں

دنیا مثالِ بن یہاں خطرات ہر قدم
دارُالاماں ہے امن ہے بس کوئے یار میں

ہر ہر کٹھن میں پار اُتارے ہے اُسکی ذات
سنگلاخ وادیوں میں رہِ خارزار میں

بے رحمی و عیّاری و مکاریٔ عدو
ظاہر ہے اب تو اُس کے ہر ایک وار میں

وہ اک صدی کا قصہ ہے قصّہ وفاؤں کا
پارینہ ہے جفاؤں کے گرد و غبار میں

سب مال و جان و آبرو لاگے ہیں داؤ پر
لیں ہم کو آپ اپنی اماں کے حصار میں

کیوں اٹھ گیا جہان سے نامِ وفا تلک
اک ہوک سی اُٹھی ہے دلِ بے قرار میں

ہے کب کسی دوکاں پہ علاجِ ہجومِ غم
درمانِ درد ملتا ہی کب ہے بازار میں

ہے اُس کے پاس ہی تیرے ہر کرب کا علاج
کر درد سب بیان تو درگاہِ یار میں

ایّام انبساط میں بھی اُسکو یوں پکار
جس طور تھا پکارا اُسے اضطرار میں

رہنا خزاں کی سختیوں میں بھی میرے معین
بس یہ نہ ہو کہ ساتھ ہو فصلِ بہار میں

دل کا چمن آراستہ کر حسنِ خیر سے
آتا نہیں وہ یار تو اجڑے دیار میں

یہ لازم ہے کہ تو منظورِ نگہِ یار ہو جائے
وہی ملجیٰ وہی ماؤیٰ وہی سرکار ہو جائے

نہ دیدِ یار کی باتیں رہیں فردا کی ہی باتیں
اسی عالم میں گر تو صاحبِ دیدار ہو جائے

تجھے وہ قرب حاصل ہو کہ ہر حرکت سکوں ہر پل
یہاں اعجاز اور اسرار اور انوار ہو جائے

خدا نے تجھ کو دنیا میں بڑے مقصد کو بھیجا ہے
کہیں ایسا نہ ہو یہ زندگی بیکار ہو جائے

خلافِ مرضئ مولا نہ کوئی کام تو کرنا
نہ ایسا ہو کہ تیرا نفس تجھ پہ بار ہو جائے

تعلق ہو نہیں سکتا تیرا اُس پاک ہستی سے
برائی سے بدی سے گر نہ تو بیزار ہو جائے

## ﴾درمانِ درد﴿

باقی سب رستے ہی رستے بس کہ منزل آپ ہیں
باقی سب طوفاں ہی طوفاں مامن ساحل آپ ہیں

باقی جھلسی گرم ہوائیں جلتی لو کہ بادِ سموم
رحمت مینہ برسانے والا ٹھنڈا بادل آپ ہیں

دور دور تک نہ کوئی چھاؤں جلتی دھوپ کہ ننگے پاؤں
درد کے ماروں دکھیاروں کو سکھ کا آنچل آپ ہیں

کون کسی کا درد بٹائے نہ تو پرائے نہ ماں جائے
درد بھنور میں ساتھ میری جاں ہر دم ہر پل آپ ہیں

ہم ہیں عیب بھرے اور ناقص اور بہت کم تر پیارے
حسن و خوبی طاقت قدرت میں تو کامل آپ ہیں

تیری پشت پناہی ہو تو پھر کیا ہم کو غم
دشمن جتنے زیادہ بھی ہوں پھر بھی ہیں وہ کم

آگ کنارے دھرنا مارے جرگے لگائیں چڑ کے
ٹھنڈک بن کر آئے وہ اور زخموں کا مرہم

تیری حفاظت کے سائیوں میں رہیں جو ہر ہر دم
آگ بنے گلزار یہاں تریاق ہو جائے سم

باغِ محبت میں تیری جس شخص کا ہو مسکن
لوری دیں اُسے تھپک سلائیں بادِ صبا شبنم

ہاتھ رکھے وہ سر پر آ کر آنکھ بھی ہو جو نم
تنہا چھوڑ کے جائے نہ وہ ہر غم میں ہم دم

نہ کاٹیں ماں باپ نہ بچے نہ کاٹیں احباب
من کے کشٹ وہی اک کاٹے جو سب کا پیتم

لمحہ بہت طویل ہوا انتظار کا
ہے چھوٹنے کو دامن صبر و قرار کا

آیا خزاں کی زد میں ہے گلشن کا ہر شجر
اب بھیج کوئی بادل فصلِ بہار کا

اس تار تار پیرہن تن کا نہ حال پوچھ
ہر ہر قدم ہے شاہد رہِ خارزار کا

جو مکر و ظلم و جور میں حد سے گزر گیا
کر توڑ اپنے ہاتھ سے تو اس کے وار کا

ڈرتی ہوں اے ستمگر، آ جائے نہ وہ وقت
ہر راہ تجھ پہ بند ہو راہِ فرار کا

مدت سے دل میں ہیں یہی ارمان و حسرتیں
پوچھے کبھی وہ حال دلِ بے قرار کا

اے شاہِ حسن کیجئے کچھ تو خیراتِ حسن
رُخ ہم بھی دیکھ کبھی جانِ بہار کا

## ﴾اُس بن نہیں ہے چارا﴿

ہو جائے گر وہ دلبر جانِ جہاں ہمارا
ساری زمیں ہماری ہو آسماں ہمارا

مل جائے پھر تو ہم کو دونوں جہاں کی دولت
دونوں جہاں میں اپنا گر وہ بنے سہارا

سب مشکلوں میں باہم بنتے ہیں دست و بازو
پر دردِ لا دوا کا اُس بن نہیں ہے چارا

کارِ رواں میں واللہ سارے مدد کو حاضر
بگڑا جو کام کوئی اُس نے ہی آ سنوارا

دیکھو تو کیسی طاقت پکڑی ہے دشمنوں نے
جلد آ مدد کو پیارے آ جائیو خدارا

لازم ہے اس جہاں میں کچھ کارِ خیر کر لیں
کہ وقت رائیگاں تو آتا نہیں دوبارہ

## ﴾بلندیِ خُلق﴿

رہو اک حال پر آسودگی میں اور عسرت میں
فراوانئ مال و زر میں تنگدستی میں غربت میں

نہ چھوٹے عجز شاہی میں غنانہ ترک غربت میں
یہ دو اخلاق تو اپنائے رکھ ہر ایک حالت میں

بہت ہی عارضی خوشیاں یہاں کی عارضی غم ہیں
جو خوئے استقامت ہے بہت جی دار پھر ہم ہیں

خوشی میں ہو نہ بے قابو بنے نہ روگِ جاں یہ غم
یہ دونوں ساتھ چلتے ہیں کہ جب تک بھی ہے دم میں دم

## ﴾ایک بند﴿

چاہت الفت ادب اطاعت
صدق و وفا اور سب سے مروّت
مولا کے احکام کی عزت
ان میں وفا ہے باقی دغا کے
جب سے ہے دنیا یہی ہوا ہے

## ﴿وفاؤں کا شیریں ثمر چاہتی ہوں﴾

کرم کی تیرے میں نظر چاہتی ہوں
نہ ہو شام جس کی سحر چاہتی ہوں

رہِ تیرگی سے مفر چاہتی ہوں
کہ نوروں بھری رہگزر چاہتی ہوں

ملے جس پہ تو میری جاں چلتے چلتے
میں ایسا سہانا سفر چاہتی ہوں

میں ہر دو جہاں کے کٹھن راستوں میں
تیرا ساتھ اے راہبر چاہتی ہوں

جفا سہتے سہتے کٹی عمر اب تو
وفاؤں کا شیریں ثمر چاہتی ہوں

جو دل اور نگاہ کو بھی پُر نور کردیں
معارف کے ایسے گہر چاہتی ہوں

کرے معتبر جو زمانے میں مجھ کو
وہ دانش وہ عقل و ہنر چاہتی ہوں

وہ بھٹکے ہوؤں کو جو لے آئے راہ پر
نصیحت میں ایسا اثر چاہتی ہوں

کرائیں جو سر عشق کے کوہ مجھ سے
وہ گردے وہ دل وہ جگر چاہتی ہوں

رہے مانندِ سنگ جو تیرے در پر
میرے دلبرا میں وہ سر چاہتی ہوں

نکالا مجھے جس نے میرے چمن سے
اُسے دیکھنا در بدر چاہتی ہوں

شبیں جس کی جھلمل ہوں دن ہوں منوّر
میں ایسا حسیں یہ نگر چاہتی ہوں

میں تنگ آگئی ہوں حکایات غم سے
خوشی کی کوئی اب خبر چاہتی ہوں

بدل دے جو تقدیر میرے وطن کی
وہ رہبر کوئی دیدہ ور چاہتی ہوں

میں خائف ہوں تنہائی روز و شب سے
تیری خیر اے ہم سفر چاہتی ہوں

مسیح کے پیامِ محبت کے مخزن
لٹانا میں ہر ہر نگر چاہتی ہوں

بہت بے اماں سر پہ انسانیت کے
خلافت کا دائم شجر چاہتی ہوں

جو مقصدِ حیات نہ پاتے ہوئے چلے
مٹی میں اپنا آپ ملاتے ہوئے چلے

گزرے ہیں کامراں وہی دشتِ حیات سے
جو خار و خس سے خود کو بچاتے ہوئے چلے

جو عکس تیرا لے کے تیرے رو برو ہوئے
خوشبو سے چاندنی سے نہاتے ہوئے چلے

بادِ سموم موج صبا سے بدل گئی
گلشن میں جب وہ ناز دکھاتے ہوئے چلے

ظاہر تھا ہر حسیں سے ہی حسن آپ کا
گو لاکھ ہم سے خود کو چھپاتے ہوئے چلے

گل مہرومہ ستارے چہرے یہ ماہ رُو
تیرا نقاب رُخ ہی اُٹھاتے ہوئے چلے

ہر لحظہ نئی شان میں حسن و وفا تیرے
ہوش و خرد پہ برق گراتے ہوئے چلے

پہنچے وہی ہیں آخر بامِ عروج پر
ہر ایک سے جو خود کو گراتے ہوئے چلے

اہلِ زمیں و آسماں جو ان کے درمیاں
سب گیت اُسی کی حمد کے گاتے ہوئے چلے

برہم مزاج یار ہے اظہار دیکھنا
چاروں طرف ہے رقص میں تلوار دیکھنا

نازل ہوا ہے آج جو اوتار دیکھنا
ہونا نہ اُس سے برسرِ پیکار دیکھنا

پیش نظر ہر کام میں اُس کی رضا رہے
لے جائیں اُس کے در پہ سب اسفار دیکھنا

دونوں جہاں میں سابقہ پڑنا ہے اُسکے ہاتھ
ہونا نہ اُس کے ذکر سے بیزار دیکھنا

اتنا وہ خوبرو ہے میرا یار دیکھنا
ہیں سب حسین اُس کے خریدار دیکھنا

مسحور کر کے حسن اور احسان سے مجھے
کرتا ہے ایسے دل کو گرفتار دیکھنا

جب سے ہیں تیرے عشق میں سرشار دیکھنا
ہر شخص ہی تو در پئے آزار دیکھنا

جوشِ جنونِ عشق کے دیکھو ذرا کمال
چڑھتے کیسے عاشق سرِدار دار دیکھنا

الفت میں تیری جو کہے اشعار دیکھنا
جائیں نہ رائیگاں یہ میرے یار دیکھنا

جو بھی الفت کا تیری جام پیا کرتا ہے
سینکڑوں دار پہ مر مر کے جیاؑ کرتا ہے

پنبہؑ مرہمِ تسکین و وفائے دلبر
دل کو ہر درد سے ہر غم سے رہا کرتا ہے

آنے جانے ہیں سبھی چاندنی راتوں کے رفیق
لیک اندھیروں میں وہی ایک وفا کرتا ہے

سوزشِ دردِ محبت کی وہ حدت دے کر
دل سے کافور سبھی حرص و ہوا کرتا ہے

ہر کوئی اس سے ہی حاجات طلب کرتا ہوا
اس کے در پر ہی فقیرانہ صدا کرتا ہے

غیر ممکن ہے کہ مانگے سے نہ دے وہ تجھ کو
وہ تو ایسا ہے کہ بن مانگے عطا کرتا ہے

چشمِ دل کھول کہ ہر ذرۂ عالم تجھ کو
اُسکی جانب ہی اشارات کیا کرتا ہے

اُس کے وا فضل کے در دیکھ کے گاؤں ہر پل
کام میرے تو سبھی میرا خدا کرتا ہے

اُڑانیں ہیں ہماری لامکاں تک
عدو پیچھا کرے گا تو کہاں تک

نہیں اذنِ خدا برقِ تپاں کو
کہ وہ پہنچے ہمارے آشیاں تک

بہاروں کی اگرچہ آرزو کی
رہے محصور لیکن تم خزاں تک

نہ دیکھے گا خزاں یہ باغ اپنا
رسائی ہے ہماری باغباں تک

نہ کرئیو نالہ و فریاد بلبل
رہو چپ اہتمامِ گلستاں تک

ہمیں پیاری بہت آہِ سحر ہے
یہ لے جاتی ہے تیرے آستاں تک

نہیں بھاتا ہمیں دلشاد رہنا
ہماری آرزو دردِ نہاں تک

نہ آئی گفتگوئے دنیا داری
ہماری بات تیری داستاں تک

نسیمِ فضل کے پُر کیف جھونکے
کبھی پہنچیں میرے قلبِ تپاں تک

زمین و آسماں میں دو جہاں میں
تجھے دیکھا جدھر دیکھا جہاں تک

اس طرح شورِ قیامت تو بپا کوئی نہ ہو
اس کی جانب سے اگر آیا ہوا کوئی نہ ہو

ہر بدی بے راہ روی گر چھوڑ دے انساں آج
چار سُو پھیلا یہ دکھ کا سلسلہ کوئی نہ ہو

ہو رہا ہے تو گناہ میں اس قدر بے باک کیوں
کیسے ممکن ہے کہ تجھ کو دیکھتا کوئی نہ ہو

رنگ سارے حسن سارے ہیں اُسی کی ذات میں
گر تو اُس کے رنگ لے تجھ میں خلا کوئی نہ ہو

ماند پڑ جائے نظر میں حسنِ فانی کی دمک
آپ گر محبوب ہوں اور آپ سا کوئی نہ ہو

دیکھ لے اک بار جلوۂ حسنِ دلبر کی جھلک
پھر تیری قیدِ محبت سے رہا کوئی نہ ہو

وہ دلِ ویراں بھلا کس کام کا کچھ سوچ تو
جس میں اُس کی یاد کا روشن دیا کوئی نہ ہو

ہے تلاطم خیز طوفاں میں گھری کشتی وہ گھر
یاں حصارِ عافیت یعنی دُعا کوئی نہ ہو

عسر ہو کہ یُسر دونوں لازم و ملزوم ہیں
سکھ ہی سکھ گر ہوں تو جیون میں مزا کوئی نہ ہو

ٹوٹ سکتے ہی نہیں بت نفس کے پندار کے
عیب اپنی ذات کے گر دیکھتا کوئی نہ ہو

ایک لمحے میں تعلق عمر بھر کا توڑ دے
اجنبی ہو جائے ایسا آشنا کوئی نہ ہو

بے بسی بے چارگی ہو کِس طرح اُس کی بیاں
اس بھری دنیا میں جس کا آسرا کوئی نہ ہو

آپ ہی جیون کی اُلجھی گھتیاں سلجھایئے
آپ گر سلجھائیں پھر کیوں کر سرا کوئی نہ ہو

چھوڑ کر طرزِ تغافل کاش وہ بھی دیکھ لے
یاد میں اُس کی جلا صبح و مساً کوئی نہ ہو

تیر لازم ہے کہ دل کے پار رہنا چاہیے
ہجر کا تجھ کو سدا آزار رہنا چاہیے

صِرف دل میں ہی نہاں نہ یار رہنا چاہیے
لب پہ بھی کچھ عشق کا اظہار رہنا چاہیے

آئے گا چارہ گری کرنے مسیحا بالیقین
اُس کی الفت میں سدا بیمار رہنا چاہیے

وقت کم ہے جادۂ منزل بھی لامحدود ہے
اُس کے پانے کو سبک رفتار رہنا چاہیے

ساری فکریں اور غم نہ ہوں فقط اپنے لئے
بن کے ساری خلق کا غم خوار رہنا چاہیے

نفسِ وحشی اور جفا کش دشمنِ عیّار ہے
اس کی چالوں سے تجھے ہوشیار رہنا چاہیے

گر بروزِ حشر خواہش ہے چھپیں تیرے عیوب
بن کے اوروں کا تجھے ستّار رہنا چاہیے

شبِ غم میں آرزو تھی کوئی غمگسار ہوتا
بے غرض جس کی الفت بے لوث پیار ہوتا

کبھی شادماں جو ہوتی مسرور وہ بھی ہوتا
کبھی آنکھ نم جو ہوتی وہ اشکبار ہوتا

مجھے وسوسے اندیشے ڈر خوف نہ ستاتے
میرے گرد عافیت کا ایسا حصار ہوتا

خوب و خوبروئی میں کمال تام رکھتا
اُس سا نہ اس جہاں میں کوئی گلعزار ہوتا

اک عمر جستجو میں گزری مگر نہ پایا
کہ فانی ہستیوں میں کوئی ایسا یار ہوتا

تجھے جب کبھی پکارا تو بنا میرا سہارا
مجھے اب نہیں یہ حسرت تجھے مجھ سے پیار ہوتا

ممکن نہیں ہے ایسا تجھے پاس نہ وہ پاتا
گر یاد میں جو تیری کوئی دلفگار ہوتا

مجھے آرزو تھی جس کی وہ یار مل گیا ہے
دلِ بے سکوں کو میرے تو قرار مل گیا ہے

ملے آگہی وہ یارب ادراک وہ عطا ہو
ہر شے کے آئینے میں دل تجھ کو دیکھتا ہوں

نہ پہنچ نگاہ کی تجھ تک نہ خیال کی رسائی
یہ سفر نہیں ہے ایسا جس کی کہ انتہا ہو

ہے رواں نظامِ ہستی تیری رحمتوں کے سائے
گر ہاتھ تو اُٹھا لے ہر سُو بقا فنا ہو

خوبی و خوبروئی تیری غلامِ در ہیں
ممکن نہیں جہاں میں کوئی تجھ سا دلربا ہو

گر تجھ سے عاشقی ہوتو سرورِ سرمدی ہو
جو دل ہو تیرا مسکن ہر درد سے رِہا ہو

پائے وہ دو جہاں میں تیری رضا کی جنت
ہستی کو جس نے اپنی تیرے نام کردیا ہو

رُک جائے پھر تو ظالم یکسر رہِ جفا سے
ادراک گر ہو تیرا گر تجھ سے آشنا ہو

ارض و فلک میں کیسی ہلچل مچی ہوئی ہے
اب فتنۂ قیامت جُز اس کے اور کیا ہو

یہ سَیل نوح زلازل فتنہ گری وبائیں
ممکن ہے اس کے پیچھے کوئی اور سلسلہ ہو

جو الاؤ نفرتوں کے ہر سُو بھڑک رہے ہیں
مولا میرے اب ان سے انسانیت رِہا ہو

جو زمین اُگل رہی ہے ظلم و ستم کی فصلیں
پھر کیوں نہ آسماں سے نازل کوئی بلا ہو

جس ناؤ کا کھویّا ہو آسماں کا مالک
اک کرمِ خاک سے وہ کیسے بھلا تباہ ہو

اپنا تو ہے توکّل ہر حال میں اُسی پر
انہیں غم ہی کیا کہ جن کا خود آسرا خدا ہو

وہ دلبرم ہمارا ہمیں جان و دل سے پیارا
جلوے اُسی کے دیکھیں جس جس طرف نگاہ ہو

ہو درد و غم مقّدر یا فضلِ بے پناہ ہو
”راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہو“

اے میرے بہارِ دل
اے میرے قرارِ دل

اے کہ راز دارِ دل
دیکھ اضطرارِ دل

دور کر آزارِ دل
واقفِ اسرارِ دل

جلے ہے غم کی آنچ پر
تڑپ تڑپ شرارِ دل

قیامتوں کے درمیاں
کھو گیا قرارِ دل

آ کہ بجھ نہ جائے اب
چراغِ انتظارِ دل

یہ کیا کیا مناظر دکھاتے ہیں آپ
ہنساتے ہیں کچھ کچھ رُلاتے ہیں آپ
کبھی آس کی لَو بڑھاتے ہیں آپ
کبھی یاس میں چھوڑ جاتے ہیں آپ

کبھی رہتے ہیں جان بن کر میری
کبھی مجھ سے دامن چھڑاتے ہیں آپ

شبِ تار میں تھام کر میرا ہاتھ
اندھیروں سے مجھ کو بچاتے ہیں آپ
جو بحرِ گناہ میں لگوں ڈوبنے
کنارے لگانے کو آتے ہیں آپ

سدا ساتھ دیں کب یہ فانی وجود
سدا ساتھ لیکن نبھاتے ہیں آپ

تجھ سے جب بھی کرے گلہ کوئی
ڈھونڈے پہلے سے اور جا کوئی

دیکھے حسن و وفا کے لاکھوں رنگ
تجھ سا دیکھا نہ اور سنا کوئی

میری راہیں اُجالنے کے لئے
مہر و مہتاب آگیا کوئی

چاند تاروں کی روشنی لوٹی
پردہ خورشید سے ہٹا کوئی

کر بھلے کام اور پھینک دریا میں
مانگ نہ غیر سے صلہ کوئی

میرے قلب تپاں کی کیا کہیئے
یہ ہے جلتا ہوا دیا کوئی

جس سے مقبول سب دعائیں ہوں
آہ ایسی بھی ہو رسا کوئی

تیری ہستی ہی عالم میں ہے پیارے وجہِ رعنائی
جبھی ہر دل ہوا جاتا ہے یاں تیرا تمنائی

خرد سے چھٹ ہی کب سکتی تھی یہ تاریکیاں دل کی
تیرا نورِ وحی اُترا تو ہر سو روشنی چھائی

طیورِ خوشنوا نغمہ سرا ہیں باغباں آیا
سدا ہر سمت سے آئی بہار آئی بہار آئی

نہ کرنا دور اے ساقی کبھی تو اپنی مجلس سے
پلا وہ بادۂ اطہر رہیں تا حشر مینائی

بہت اعجاز دکھلائے دعائے پیرِ کامل نے
مریضِ نیم جاں نے فیض سے اُس کے شفا پائی

بدل کر نفرتوں کو پیار و وحدت سے اخوت سے
مٹایا فرق رنگ و نسل و لسّانی علاقائی

نہ کر تشہیر میری جاں جہاں میں میرے عیبوں کی
ہوئی جاتی ہے رُسوائی بنا عالم تماشائی

گو سارا جہاں درپئے آزار ہوا ہے
صد شکر ولے تو میرا غم خوار ہوا ہے

بے عمل گناہگار ہوں کمزور ہوں مولا
میں کیسے کہوں تجھ سے مجھے پیار ہوا ہے

نفرت کی جو دیوار ہوئی اپنوں میں حائل
اب ساتھ نبھانا بڑا دشوار ہوا ہے

بے غرض تعلق کوئی رکھے نہ کسی سے
یہ دنیا ہے یا کوئی بازار ہوا ہے

تیرے ہی تو در کے ہیں گدا شاہ و گدا سب
اے شاہوں کے شاہ تو ہی تو سرکار ہوا ہے

تو بحرِ افاضات نہیں جس کا کنارا
ہر حمد کا جبھی تو سزا وار ہوا ہے

جیتا ہے وہی جینے کا بس ڈھنگ اُسی کو
دنیا میں کہ جو صاحبِ کردار ہوا ہے

پہچان نہیں تجھ کو رہی نیکی بدی کی
کچھ سوچ کہ تو کتنا ستم گار ہوا ہے

کیوں آج سنی جاتی نہیں تیری دعائیں
کیوں آہ و فغاں سب تیرا بے کار ہوا ہے

سہتے ہیں ستم دیتے ہیں دشمن کو دعائیں
کیا ہم سا جہاں میں کوئی جی دار ہوا ہے

یہ درد بدر دل کے جو لفظوں میں ڈھلے ہیں
یہ غزل ہے یا کوئی شاہکار ہوا ہے

کیا کیا ستم اُٹھائے ہے یہ جان آ کے دیکھ
تجھ بن نہیں ہے درد کا درمان آ کے دیکھ

زندان کے ستم زدہ مہمان آ کے دیکھ
کس حال میں ہیں تیرے اسیران آ کے دیکھ

گلشن میں آج چار سو کانٹوں کا راج ہے
پھولوں کا تیرے بن نہیں پرسان آ کے دیکھ

برسوں کا پیاسا شہر تیرے انتظار میں
بیٹھا ہے لئے دید کے ارمان آ کے دیکھ

اخلاص و دوستی کی یاں قیمت نہ کچھ رہی
جنسِ وفا ہے کس قدر ارزان آ کے دیکھ

ہر ذرہ کائنات سے اُسکا ملے نشان
ہر شے بنی ہے آیتِ رحمان آ کے دیکھ

زندگی کا فلسفہ تھا اک معمہ اِک سوال
جب تلک تو آنکھ سے دل میں اتر آیا نہ تھا

ماحصل تھا سیر عالم کا ہوئے حیرت میں گُم
دو جہاں میں میرے پیارے کوئی بھی تجھ سا نہ تھا

نام پر تیرے فدا اہل زمین و آسماں
کون سی تھی وہ زباں جس پر تیرا چرچا نہ تھا

چار سو بکھری ہوئی کرنیں ہیں جس مہتاب کی
اس میں تیرا عکس تھا یہ آنکھ کا دھوکا نہ تھا

جس طرح پھرے لگے نغماتِ الفت پر تیرے
اس طرح بلبل کو تو گل نے کبھی ٹوکا نہ تھا

نوعِ انساں ملتِ واحدہ بنی ہے جیسے آج
آسماں نے واقعہ ایسا کبھی دیکھا نہ تھا

پا سکا نہ تیری درگہ میں کبھی بھی وہ مقام
عجز کی راہوں سے تیرے در پہ جو آیا نہ تھا

ابنِ آدم کی بہیمیت سے ہے لرزاں حیات
زندگی کو اس سے پہلے اس قدر خدشہ نہ تھا

اس قدر ہوں گی کبھی رسوائیوں سے ہمکنار
ایسا تو اے میری جاں میں نے کبھی سوچا نہ تھا

زندگی اچھی بُری جیسے ہُوا کٹتی رہی
بدر لب پر کچھ شکایت اور کوئی شکوہ نہ تھا

## ﴿اظہارِ تشکر﴾

خداوندا نہیں ہے تیرا ثانی
کہ تیری ذاتِ جاودانی

عطا کی یاد میں اپنی وہ راحت
ملے جس سے سرورِ جاودانی

دیا آئینۂ قرآن ہم کو
کہ جس میں تیرے رُخ کی ضوفشانی

عطا کیا کیا نہ بن مانگے کیا ہے
رِدائے فضل ہی سر پر ہے تانی

ملا سب کچھ ہی تو بیٹھے بٹھائے
بلا محنت مشقت جانفشانی

تخیّل کی بلند پروازیاں بھی
کہ جن سے روح کو ہے شادمانی

عطائے خاص ہیں نادر تحائف
ترنّم شاعری اور باغبانی

نہیں خوبی میری تیرا کرم ہے
بہت عاجز ہوں میں بے کس نمانی

## ﴿حالِ زار مسلم﴾

مسلم نے پیچھے چھوڑا وضع ہنود کو
جائز سمجھ رہے ہیں رقص و سرور کو

حِلت کی اور حرمت کی پرواہ نہ کچھ رہی
بھولے ہوئے ہیں یکسر ربِّ ودود کو

ملت کو فن کے نام پر فحاشیوں کا درس
گھن کی طرح ہیں کھا گئے اس کے وجود کو

## ﴾Love For All﴿

سب سے الفت کرو اور محبت کرو
تم کسی سے جہاں میں نہ نفرت کرو

سب ہیں بندے اُسی کے تو تفریق کیا
بانٹنے کی نہ اُنکو جسارت کرو

یاں کی سب نعمتیں ہیں سبھی کے لئے
تم نہ محروم کرنے کی جرأت کرو

## ﴾ایک شعر﴿

"یادِ خدا سے کرتی ہیں غافل یہ لغویات
روحانیت ایمان کی قاتل ہیں لغویات"

یہ سفر رکنے کا اور نہ ہے ٹھہر جانے کا نام
تیری راہوں کا سفر چلتے چلے جانے کا نام

تجھ پہ مر مٹنے سے ہی شمع ہوا یہ معتبر
کون جانے ہے وگرنہ تیرے پروانے کا نام

اے حقیقت تجھ سے ہی قائم ہے ہر اک داستاں
تجھ سے ہی زندہ ہے یاں ہر ایک افسانے کا نام

ان گنت احساں ہیں اُسکے تجھ پہ کیا کیا رات دن
اور وفا تیری ہے سب لے کر مکر جانے کا نام

بیعت لفاظی نہیں نہ بھول جانا عہد کا
بیعت تو یکسر ہے اُسکی راہ میں بک جانے کا نام

گونج اُٹھی شش جہت اُسکی صدائے باز گشت
ہے کناروں تک زمیں کے تیرے دیوانے کا نام

ویراں رہِ حیات میں آیا کرے کوئی
دامن میں دل کے پھول کھلایا کرے کوئی

یا دور کردے دل سے میرے اپنی تشنگی
یا جامِ وصل آ کے پلایا کرے کوئی

جز اُسکے نہ رہے کوئی سینہ میں آرزو
ایسے دل و دماغ پہ چھایا کرے کوئی

آئے گا تب قرار دلِ ناصبور کو
گر بے نقاب سامنے آیا کرے کوئی

حسرت ہے درد و سوز سے دے کر مجھے فراغ
خوشیوں کے دیپ من میں جلایا کرے کوئی

بکھرے پڑے ہیں چار سُو اُسکے نشاں مگر
بس چشمِ دل کو کام میں لایا کرے کوئی

ہے عشق تم سے مجھے پر نہ ہو یہ یک طرفہ
مجھے بھی لکھ لے میری جان اپنے پیاروں میں

میں اس ادائے تکلّم پہ جان و دل سے فدا
کلام مجھ سے کرے ہے جو استعاروں میں

ہے تیرے حسن میں وہ چیز اے میرے دلبر
نہ مہ جبینوں میں وہ ہے نہ گلعزاروں میں

یوں من میں بس کہ نہ ڈھونڈوں مجاز میں تجھ کو
نہ پھول کلیوں میں سورج میں چاند تاروں میں

ہے بے بسی میرے مولا خزاں کی زد میں ہیں
جو پھول میں نے چُنے تھے کبھی بہاروں میں

طوفانِ درد سے آ کر تو خود نکال مجھے
کہاں ملی ہے اماں کاغذی سہاروں میں

سکونِ دل جو ملے تیری یاد سے پیارے
کہاں ملے ہے وہ دنیا کے کاروباروں میں

اب آ تو بسو اس دل کے نگر میری بگڑی بات بنانے کو
کیوں دور یوں مجھ سے رہتے ہو میرا بیکل من تڑپانے کو

سر ننگے پا برہنہ ہوں میں ویرانی میں صحرا ہوں
اک جھولی تھی سو چھلنی ہے میرے پاس ہے کیا پھیلانے کو

ہے سر پہ دکھوں کی دھوپ سجن ہوا انگارا انگارا من
تم ٹھنڈک بن کر آجاؤ تن من کی آگ بجھانے کو

اس دکھیا جان اکیلی کو ہیں کیسے کیسے روگ لگے
دل زخموں سے ہے چُور میرا تم آؤ درد بٹانے کو

میرے زخم پُرانے ہیں اتنے جو رِس رِس کر ناسور ہوئے
اب خود ہی ان کو سی ڈالو نہ دکھلاؤ یہ زمانے کو

ہر وقت سفر میں ہوں جاناں ہوا تھک کر چور بدن میرا
اُٹھیں دکھتے بدن سے اور ٹیسیں جب بیٹھوں ذرا سستانے کو

تیرے دروازے پر پڑے ہوئے کئی ماہ و سال ہیں بیت گئے
رہی حسرت ہی دل میں پیارے کبھی کہہ دیتے تم آنے کو

روح تشنہ اور جاں پیاسی ہے تیرے بحر کنارے جان من
اُٹھ اُٹھ کر شب کو آتی ہوں اس من کی پیاس بجھانے کو

اک تیرا سہارا سچا ہے سب فانی آسرے جھوٹے ہیں
سب خالی خولی باتیں ہیں جو ہیں من کے بہانے کو

جلوہ محبتوں کا اپنی دکھا مجھے
مٹی میں مل چکی ہوں اب تو اُٹھا مجھے

سن لے اے چارہ ساز کہ یہ دکھ بھری حیات
رو رو کے ہی کٹی ہے اب تو ہنسا مجھے

دنیا و دین کی نعمتیں مجھ پر تمام کر
اپنی جناب سے دے بے انتہا مجھے

میرے دل و دماغ پہ چھا جا او خوبرو
اور ماسوا کا خیال بھی یکسر بھلا مجھے

ہر شے فنا پذیر ہے اے ذاتِ جاوداں
ہو جائے تو جو میرا ہو حاصل بقا مجھے

نحیف جاں کی سبھی کلفتوں میں ساتھی ہے
وہی تو ہے جو میری وحشتوں میں ساتھی ہے

اگر ہو اُسکے لئے تیرا پیار اور نفرت
وہ تیرے پیار تیری نفرتوں میں ساتھی ہے

میں کیوں نہ چاہوں اُنہیں جو ہوئے تجھے پیارے
کہ میرا دل بھی تیری چاہتوں میں ساتھی ہے

ہواؤ حرص کی دنیا سراب کی مانند
کچھ اور تشنہ لبی حسرتوں میں ساتھی ہے

ہو ذرا نظرِ عنایت مہربانی آپ کی
تا رہوں ممنون احساں یارِ جانی آپ کی

مجھ پہ ظاہر کیجئے اپنے وہ اسرارِ صفات
مجھ پہ بھی افشاء ہو سربستہ کہانی آپ کی

جس نے پہنا خلعتِ ہستی پیا جام فنا
تا ابد ہی لیک قائم ہے جوانی آپ کی

دل کہ وارفتہ و ازخود ہو گیا ہے دیکھ کر
دلبری و دلربائی دلستانی آپ کی

ہے یہ تسکین روح و جاں کی آپکا پیارا کلام
دلنشیں و دلربا ہے یہ نشانی آپ کی

کیسے فرقاں نے دکھائے ہیں فصاحت کے کمال
اس کا ہر ہر لفظ ہے جادو بیانی آپکی

اِک ذرا سے عمل پر دینا جزائے بے حساب
کس قدر بے مثل ہے یہ قدردانی آپ کی

شکر ہی کرتی رہوں شکوہ کروں نہ آپ سے
شاداں مجھ کو کرے بس شادمانی آپ کی

نورِ دل عقل و فراست جب چھپی ظلمات میں
ایسی شب الہام سے شمع جلائی آپکی

کب تک میری جاں مجھے رسوا کریں گے آپ
کب تک ذرا بتائیں تو ایسا کریں گے

کٹتے ہیں اب تو روز و شب اس انتظار میں
کب مجھ پہ اپنے لطف کا سایہ کریں گے آپ

پانے کو آپ کے جو میں آؤں گی تیز گام
کیا اتنی دور مجھ سے بھاگا کریں گے آپ

ویراں ہیں ان دنوں میرے گھر کے دیوار و در
ان میں بہار بن کے کب آیا کریں گے آپ

درد و الم کی رات ہے دل بے قرار ہے
کب آ کے میرے چاند اُجالا کریں گے آپ

کروا کے مجھ سے قطع تعلق جہان کا
کیا خود بھی چھوڑ کر مجھے تنہا کریں گے آپ

اس ریزہ ریزہ ذات کو آکر سمیٹ لیں
کس روز اس کو پیارے سنبھالا کریں گے آپ

سارے عیوب ڈھانک لیں اس مشتِ خاک کے
کیا اس کے سقم و عیب اچھالا کریں گے آپ

مجھ سے ہے اُسکی دشمنی صدیوں پہ جو محیط
کرتی ہے میرا پیچھا آسیب کی طرح

چہرے پہ آ ہی جاتی ہے دل کی سیاہیاں
رنگت سفید و سرخ بھی ہو سیب کی طرح

دنیا پڑے گا کرنی کا اک دن تجھے حساب
یہ ہے اٹل حقیقت لاریب کی طرح

ٹوٹے نہ ربطِ یار ہو کوئی بھی دورِ عمر
ہووے بسر جوانی بھی یاں شیب کی طرح

وِرثے میں جو اسلاف تمہیں سونپ کر گئے
رکھیو اُسے سنبھال کر تم جیب کی طرح

رنگ لو جو اُس کی ذات میں اپنے وجود کو
دِکھنے لگو حسیں (جہاں زیب) کی طرح

موسمِ دل ہو سہانا تو سہانا سب کچھ
قلبِ ویران کو لاگے ہے پرانا سب کچھ

چھوڑ کر جانا نہ تنہا کبھی اے جانِ وفا
غم ہو یا ہووے خوشی ساتھ نبھانا سب کچھ

ہے صدائے دل محزوں شبِ غم میں جاناں
تو ہی امید پناہ گاہ ٹھکانہ سب کچھ

اُس نے پائی ہے یہاں ارض و سمأ کی جنت
جس نے اپنایا تجھے اور تجھے جانا سب کچھ

علم انسان کسی طور مکمل ہی نہیں
کس کو دعویٰ ہے کہ یاں اُس نے تو جانا سب کچھ

نہیں شعر و ادب سے یہ تعلق کچھ نیا اپنا
طبیعت ابتداء سے ہی رہی ہے شاعرانہ سی

بہت بھاتا تھا گو پہلے بھی حسنِ ظاہر و پنہاں
نظر اُترے ہے اب گہرائیوں میں عاشقانہ سی

یقین محکم میں اب بدلی ہے وہ لفظی شناسائی
رہے پہلو میں وہ صورت کہ تھی جو غائبانہ سی

کبھی وہ جلوہ آرا میں کبھی مستور پردوں میں
دلوں کی موہ لیں اُن کی ادائیں دلبرانہ سی

ہر اک شے میں جہاں کی اب وہی صورت نظر آئے
نگہ ہر شے پہ تو اُٹھتی تھی پہلے طائرانہ سی

نہیں پرواہ کچھ اُن کو جو اُن سے بے رُخی برتے
جو عاشق ہیں انہی پر ہو تجلّی قادرانہ سی

جدا کرنا نہ اپنے در سے رحمت کی رِدا رکھنا
میرے پیارے یہ سُن لینا دُعائے عاجزانہ سی

یہ ہے فیضِ مسیحائے زمن نہ کچھ کمال اپنا
ملی ہے جن کی برکت سے نگاہِ عارفانہ سی

گر نہیں ناراض آپ پھر یہ حال زار کیوں
ہو گئی ہوں اس قدر طویل میں بیمار کیوں

قید میں گنہ کی جب یہ حیات ہے تو پھر
ہو وہ پاک دلبرم میرا غمگسار کیوں

راستوں میں چھوڑنا تھا گر اکیلا آپ نے
پہلے مجھ سے اس قدر کیا تھا لطف و پیار کیوں

ہر کسی کے اپنے غم اپنے اپنے مسئلے
ہو کسی کے واسطے کوئی بے قرار کیوں

جب تجھے یقیں ہے وہ لوٹ کر نہ آئے گا
پھر ہے تجھ کو اس قدر اُسکا انتظار کیوں

چل چلاؤ نام ہے جبکہ اس جہان کا
پھر تجھے ثبات پہ اس کے اعتبار کیوں

کلی کلی ہے مضمحل فضائیں اشکبار ہیں
روٹھ سی گئی ہے میرے دیس سے بہار کیوں

کس طرح کٹے گا اب زندگی کا یہ سفر
راہ روِ حیات میں دل ہے بے قرار کیوں

ہے نزدِ مرگ کیوں پھر بیمار عصر حاضر
درماں کو آچکا جب عیسیٰ تو مدتوں سے

دینِ قویم چھوڑا طرز کہن سمجھ کر
مرعوب ہو گئے ہیں مغرب کی جدتوں سے

جبکہ برس رہا ہے ابرِ بہار ساقی
پژمردہ گل ہیں پھر کیوں موسم کی شدّتوں سے

جب سے دل میں وہ یار رہتا ہے
اک عجب سا قرار رہتا ہے

غمِ دوراں سے دل شکستہ تر
تیر اک دل کے پار رہتا ہے

عشق کی آگ کا دھواں دل میں
بن کے جیسے غبار رہتا ہے

اس قدر بے وفائیاں سہہ کر
جانے کیوں اعتبار رہتا ہے

مجھ پہ مشقِ ستم کئے جا لیک
قرض ہے یہ ادھار رہتا ہے

دیکھ کر حسن چار سُو اس کا
دل پہ کب اختیار رہتا ہے

دل میں اُس کے سوا نہیں کوئی
بس وہی کردگار رہتا ہے

اک شخص حسیں دل میں بہاروں کی طرح ہے
مہکے ہوئے گلفام نظاروں کی طرح ہے

پر حول شبِ تیرہ کے سنّاٹوں میں اکثر
سورج کی طرح چاند ستاروں کی طرح ہے

مومن کی توروح عشق میں اے حسن کے سورج
گردش میں تیرے گِرد سیّاروں کی طرح ہے

اُترا وہ فلک سے تیرا فانوسِ ہدایت
ظلمات میں جو نور کے دھاروں کی طرح ہے

کرے ظلم مجھ پر جو بے باک ہو کر
حوالے نہ اس کے مجھے اے خدا کر

حفاظت کی تیری طلب میں رہوں میں
جئیوں سارے رشتوں کو یکسر بھلا کر

کبھی نور طاقت کے بجھنے نہ پائیں
کبھی مجھ کو پیارے نہ بے دست و پا کر

سدا ساتھ دیتے نہیں اہلِ دنیا
یہ فطرت ہے اُن کی نہ اُن سے گلہ کر

اے میرے محبوب و محسن اے کہ میرے راہبر
کر بھی دیں آسان مجھ پر زندگانی کا سفر

الاماں جاں ناتواں اس پر مسائل کا جہاں
ذات اپنی ہو رہی اب تو پیارے منتشر

آپ گر ناراض ہیں ناراضگی جانے بھی دیں
اتنی کٹھنائیوں میں ڈالیں اور نہ بار دِگر

ہوں سبھی کافور ڈر اور خوف خدشے وسوسے
دو جہاں میں آپ گر بن جائیں میرے ہم سفر

کون اب دردوں کا ساجھی کون خوشیوں کا رفیق
تیرے بن کوئی نہیں ہے اے میری جاں کی سپر

دوستی حسنِ وفا پاس مروّت اب کہاں
اب یہاں کوئی تعلق بھی نہیں ہے کارگر

اب کہاں وہ محفلیں وہ انجمن آرائیاں
ڈس رہی ہیں روح تک اتری ہوئی تنہائیاں

نہاں بندگی میں خوشی جان و دل کی
نہیں کچھ بھی گر جو عبادت نہیں ہے

ہوا خیر و برکت سے محروم اکثر
کہ جس کو تلاوت کی عادت نہیں ہے

نہیں مال محفوظ تیرا زیاں سے
اگر تجھ میں خوئے سخاوت نہیں ہے

ہزاروں خطاؤں کی بخشش ہو کیسے
جو آنکھوں میں اشکِ ندامت نہیں ہے

اگر استقامت ہے کرب و بلا میں
کوئی اس سے بڑھ کر کرامت نہیں ہے

فضائیں نظارے بہاریں آلودہ
وہ ہے کون سی جو قباحت نہیں ہے

زمانہ چلا ہے کچھ ایسی روش پر
کوئی اس سے بڑھ کر قیامت نہیں ہے

## ﴿شانِ نماز﴾

جو خواہش ہے سالک کہ ہو سرفراز
ادا کر محبت سے حقِ نماز

تو مانگ اپنے رب سے وہ ذوقِ نماز
کہ روح روبسجدہ ہو دل ہو گداز

عدم سے تجھے جس نے پیدا کیا
عبادت سے حق اُس کا ہو کچھ ادا

طلب تیری فطرت کی ہے بندگی
اسی سے ملے روح کو زندگی

دیا اس نے تجھ کو جو اذنِ نماز
سراسر یہ تیرے لئے ہے اعزاز

کہاں اس کا در اور کہاں تیرا سَر
تو رکھ ناز سے اُس کی چوکھٹ پہ سر

غرض سوز سے کر ادا تو نماز
کھلیں تجھ پہ تا تیری ہستی کے راز

ہوں ایسے قیام و رکوع و سجود
جو ہوں ربطِ مابین عابد معبود

سپرد اس کے خود کو کرے تو اگر
حفاظت میں اس کی تو آجائے پھر

نمازیں حفاظت کو تیری ہیں ڈھال
کبھی آنے دیں نہ بدی کا خیال

کہ ہیں ناپسندیدہ جتنے امور
یہ رکھتی ہیں دل کو سدا ان سے دور

انہیں سے تو تسکین پاتے ہیں دل
انہیں سے لِقائے ربّ عَز و جل

یہ مغرب عشاء فجر ظہر و عصر
یہ نہریں بہشتوں کی ہیں سر بسر

تو ظاہر میں بھی ان کی حالت سنوار
کرے گا وہ ربِ عُلیٰ تجھ سے پیار

ہیں جتنی بھی مسنون حرکات سب
یہ رکھتی ہیں باطن پہ اثرات سب

بہت خوب پیارے نبی نے کہا
کہ حقِ عبادت تو کر یوں ادا

تصوّر میں تصویر اس کے سجا
یوں ہو کہ وہ سامنے ہے کھڑا

نوافل کا بھی کر تو کچھ اہتمام
کہ تیرے لئے ہے یہ زائد انعام

وہ آئے تیرے گھر بصورت نماز
اُٹھائے تجھے تا کرے سرفراز

تہجد میں پچھلے پہر رات کو
بلاتا ہے اپنی ملاقات کو

کہے ہے بتا جتنی حاجات ہیں
میرے پاس سارے انعامات ہیں

میں رکھتا ہوں تیرے لئے وہ جناں
کہ قیمت ہے جس کی زمین آسماں

فقط ذکر ہو نہ بوقتِ نماز
ہو دل اُس کی الفت میں ہر دم گداز

یہ اذکار کیا ہیں یہ افضال ہیں
حقیقت میں تیرے زر و مال ہیں

اُسے بندگی کی ضرورت کہاں
جھکیں اُس کے آگے زمیں آسماں

ہے اس میں تیری ذات کا فائدہ
کہ ہے ذکر ہی روح کا مائدہ

جو اُس کا ہو تو غیر کو چھوڑ کر
نہ چھوڑے وہ تجھ کو کسی موڑ پر

بڑی بات اقرارِ توحید ہے
اسی میں تو سب روح کی عید ہے

پیدائش کا تیری ہے مقصد یہی
فقط بندگی اور فقط بندگی

بدر گو کہ تیرے یہ اشعار ہیں
حقیقت میں آقا کے افکار ہیں

وہ کہتے ہیں خُطبات میں صبح و شام
نمازوں کا کر وقت پر تو قیام

الٰہی عبادت کی توفیق دے
تو اُن کی اطاعت کی توفیق دے

# ﴾حسنِ ازل﴿

حسن کا دریا بہتا جائے
کیا تم سے یہ کہتا جائے
غور کرو آیات پہ اس کی
دیکھو اس کی اور تو دیکھو
کیسا جواں ہے کیسا عیاں ہے
ممکن کب یاں اسکا بیاں ہے
ڈھونڈو اس کو مجاز میں ڈھونڈو
دل کی صدائے ساز میں ڈھونڈو
دیکھو اس کی اور تو دیکھو
کیسا جواں ہے کیسا عیاں ہے
عکس اسکا سورج کی کرن میں
چاند ستاروں کی چلمن میں
نوروں بھرے اس نیل گگن میں
بادل برق کی گرج میں گھن میں
اسکا فسانہ کوہ و بن میں
مہکے ہوئے رنگیں گلشن میں
اور طیورِ نغمہ زن میں
بادِ بہار حسیں ساون میں
پھولوں میں ہریالئی بن میں
موجِ رواں آبِ ساکن میں
سوز و محبت دل کی لگن میں
سیرت کے مسحور چلن میں

کاریگری تخلیق میں فن میں
حسنِ صورت کے جوبن میں
حق و صدق کے پیراھن میں
ڈھونڈو اس کو مجاز میں ڈھونڈو
دل کی صدائے ساز میں ڈھونڈو
کیسا جواں ہے کیسا عیاں ہے
ممکن کب یاں اس کا بیاں ہے
حسنِ فانی تجھ کو بھائے
چند ساعت میں زائل جائے
اُس کے مقابل پر تو آئے
اس کی شان تو بڑھتی جائے
بینا آنکھیں رکھتے ہو گر
کان بھی شنوا رکھتے ہو گر
ڈھونڈو اس کو مجاز میں ڈھونڈو
دل کی صدائے ساز میں ڈھونڈو
عکس سے اس کے اصل کو دیکھو
یہ ہی وفاؤں کا حاصل ہے
لایزال اور لم یزل ہے
دیکھو تو یہ حسن ازل ہے

## غالب کے ایک شعر سے متأثر ہو کر

اب خواہش حصُولِ دنیا کی دوڑ میں
آیا ہوا عجب دلوں میں ابال ہے

گاڑی ہو بنک بیلنس ہو اور بنگلہ بھی ہو
مقصود تو سبھی کا فقط زر و مال ہے

دیکھے انہیں جو دیدۂ عبرت نگاہ کے طور
ایسی نظر جہاں میں اب خال خال ہے

دنیائے جاہ و عیش و طرب کو بقا نہیں
ان راحتوں کا آخر حسرت مآل ہے

بڑھتا رہے قدم سدا حسنات و خیر میں
ان کاوشوں کا ماحصل ہی لازوال ہے

کیا نقطہ دان تھا غالب کیا خوب کہہ گیا
دنیائے دوں کی بابت اُس کا یہ قال ہے

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

## ﴾اصلاحِ نفس﴿

بس چاہیے ہر آن خیالات کی اصلاح
بھٹکے ہوئے بپھرے ہوئے جذبات کی اصلاح

گہوارۂ جنت بنیں گھر کر لیں اگر ہم
غصّہ و زبان دو بڑی آفات کی اصلاح

تحقیر بھری نظریں نہ اُٹھ پائیں کسی پر
کرتے رہو شوریدہ خیالات کی اصلاح

دنیا میں یہ ہر سمت سے کیا فتنہ اُٹھا ہے
کر دیجئے میری جان فسادات کی اصلاح

کیسی ہی وہ پختہ ہوں نئی ہوں کہ پرانی
ہوتی ہے بڑے عزم سے عادات کی اصلاح

اقوال سے افعال سے گر تقویٰ عیاں ہو
ہو سکتی ہے اس طور تیری ذات کی اصلاح

لینا نہ کسی حال میں باطل کا سہارا
کرتے رہو تم شرکیہ عادات کی اصلاح

مل جائے بتاں خفی و جلی سے جو رہائی
ہو جائے گی پھر اپنی عبادات کی اصلاح

احسانِ مسیحا ہے کہ کی آپ نے آ کر
فرسودہ روایات و حکایات کی اصلاح

آجایئے اب چھوڑیئے بھی طرزِ تغافل
کر دیجئے آکر میرے حالات کی اصلاح

# ﴿تغیّرات زمانہ﴾

کیسے کیسے فتنہ و فساد کے کھلے ہیں در
گلی گلی نگر نگر ہے چار سو ہی شور و شر
رہا نہ کچھ خدا کا ڈر کبھی تو اس پہ غور کر

یہ زلزلے یہ آفتیں کھلی کھلی قیامتیں
یہ چار سو ہلاکتیں ہوئی ہیں خواب راحتیں
کٹھن ہے زیست کا سفر کبھی تو اس پہ غور کر

یہ بغض یہ عداوتیں دلوں کی یہ شکاوتیں
ہو کس سے حالِ دل بیاں ہوں کس سے اب شکائتیں
یاں راہزن ہیں راہبر کبھی تو اس پہ غور کر

زمین و آسمان زماں دکھا رہے ہیں کیا نشان
الٹ رہی ہیں بستیاں ہے رقصِ مرگ یاں وہاں
نہیں مگر تجھے خبر کبھی تو اس پہ غور کر

یہ زندگی کی مستیاں سدا نہیں ہیں رہتیاں
ہیں جس قدر بھی ہستیاں ہے کب انہیں دوام یاں
ہے خار خار یہ سفر کبھی تو اس پہ غور کر

دیکھ تو ادھر ذرا کیوں روا ہے نا روا
بلا پہ آئے ہے بلا ہر روز روز کربلا
ہے خوف ڈر نگر نگر کبھی تو اس پہ غور کر

مسیحِ وقت آگیا ہے کب سے وہ بلا رہا
اس دورِ پُر آشوب کی اسی کے پاس ہے دوا
تو زیست اُس کے نام کر تو زیست اُس کے نام کر

## ﴿مجھے سکون چاہیے﴾

دل کا چین اور روح کا قرار چاہیے
خوف و حزن سے امان کردگار چاہیے
نہ عارضی نشاط میرے شہر یار چاہیے
جو دائمی ہو سرمدی ہو وہ بہار چاہیے

"مجھے سکون چاہیے مجھے قرار چاہیے"

نور بن کے آؤ تم ہر شب سیاہ میں
دو جہاں میں ہم رہیں تیری ہی پناہ میں
نہ اور آزمائشیں ہوں زندگی کی راہ میں
اٹھا سکیں نہ جس کو ہم نہ ایسا بار چاہیے

"مجھے سکون چاہیے مجھے قرار چاہیے"

ساتھ ہو تیرا اگر نہ دکھ کی کوئی بات ہو
ہر روز روزِ عید ہو ہر شب شبِ برات ہو
سحر ہو وہ طلوع کہ کبھی نہ جس کی رات ہو
کرم کی تیرے نظر ہم پہ بار بار چاہیے

"مجھے سکون چاہیے مجھے قرار چاہیے"

جس پہ چل کے تو ملے وہ راہ ہو نصیب میں
تیرا حصارِ عافیت پناہ ہو نصیب میں
نہ عام سی روایتی سی چاہ ہو نصیب میں
کیا جو اپنے اولیاء سے وہ پیار چاہیے

"مجھے سکون چاہیے مجھے قرار چاہیے"

تیری طرف نگاہ ہو تجھی سے ہر اُمید ہو
آیئے جو سامنے ہزار اپنی عید ہو
ساقیا عنایتِ جامِ مئے دید ہو
جو ٹوٹ نہ سکے کبھی بھی وہ خمار چاہیے

”مجھے سکون چاہیے مجھے قرار چاہیے“

پڑے ہیں جن پہ قفل ان مسّرتوں کے در کھلیں
غم و الم کے داغ سب دلوں سے اے خدا دھلیں
بچھڑ گئے ہیں جو کرم سے تیرے آ کے پھر ملیں
دل و نگاہ میں ہو خوشی نہ دلفگار چاہیے

”مجھے سکون چاہیے مجھے قرار چاہیے“

سینوں میں نہاں اُس کے ہیں اسرارِ الٰہی
چہروں پہ چمکتے ہوئے انوارِ الٰہی

چلتے وہ نظر آتے ہیں گوروئے زمین پر
رہتے ہیں مگر حاضر دربارِ الٰہی

رکھتا ہے عزیز اُن کو اقارب کی طرح سے
ہیں وہ ہی حقیقت میں پریوارِ الٰہی

ہیں وقف سبھی طاقتیں راہوں میں خدا کی
سو ایسے وہ ہو جاتے ہیں جاں کارِ الٰہی

اِیذا دہی پہ اُنکی کمربستہ ہیں جو لوگ
چلتی ہیں اُنہی شقیوں پہ تلوارِ الٰہی

جانِ بہار تم ہو
دل کا قرار تم ہو

ہر شے ہی جھوٹ باطل
بس سچے یار تم ہو

قیّومِ دو جہاں ہو
سب کا سہار تم ہو

سرچشمۂ وفا ہو
پھر دور یار تم ہو

یہ آرزو تھی کہتے
کیوں بے قرار تم ہو

## ﴿نہیں پھر لوٹ کر آتا جو لمحہ بیت جاتا ہے﴾

صدا ٹِک ٹِک کی یہ گھڑیال جو پل پل سناتا ہے
گزرتی ہر گھڑی کو ازمِنۂ رفتہ بناتا ہے
سُبک رو اس قدر کہ پر لگائے اُڑتا جاتا ہے
مثالِ گھُن یہ تیرے جسم و جاں کو کھائے جاتا ہے
"نہیں پھر لوٹ کر آتا جو لمحہ بیت جاتا ہے"

زیاں کاری نہ تجھ سے عمرِ کار آمد کی ہو جائے
نہ قدرِ حال کی تو نے تو ہونگے یاس کے سائے
نہ پھر یہ ہو سکے گا لوٹ کر دنیا میں تو آئے
جو چگ گئیں کھیتیاں چڑیاں تو کاہووت ہے پچھتائے
بہت تھوڑی سی مدت کو تو اس دنیا میں آتا ہے
"نہیں پھر لوٹ کر آتا جو لمحہ بیت جاتا ہے"

یہ رخشِ تیز رو ایسا کہ جو تجھ کو گرا دے گا
ذرا غافل ہوا اس سے تو پھر یہ روند ڈالے گا
تیرا نام و نشاں تک بھی یہ دنیا سے مٹا دے گا
تجھے یاں ہر کوئی بس چند ساعت میں بھلا دے گا
نہیں جو ست رو ہوتا وہی مقصود پاتا ہے
"نہیں پھر لوٹ کر آتا جو لمحہ بیت جاتا ہے"

نہیں خوشیاں ہمیشہ اور نہ اس کے دائمی ہیں غم
نہ یہ جا دل لگانے کی نہ کر کچھ فکرِ بیش و کم
نہ اس کی جیت پر خوش ہو نہ اس کی ہار پر پُرنم
اسی کے در پہ جھک پیارے سر تسلیم کر کے خم
بڑے مقصد کو تجھ کو یار اس دنیا میں لاتا ہے
"نہیں پھر لوٹ کر آتا جو لمحہ بیت جاتا ہے"

یونہی کب یہ شعر ہوئے ہیں
آنکھ کھلی تو غم ہم دم تھا
خوشیاں پل دو پل مہمان تھی
درد کا ساتھ بہت لمبا تھا
جیون کا ہر رنگ تھا پھیکا
جز تیرے یاں کچھ بھی نہیں تھا
دشمنِ جاں تھا اپنا پرایا
بیگانہ تھا اپنا سایہ
آبلہ پا اور لمبا سفر تھا
دھوپ کڑی تھی خستہ بدن تھا
کانٹوں سے لبریز تھا رستہ
چلنا تھا پھر اس پر تنہا
کاٹا تھا اک پیاس کا صحرا
پار کیا تھا آگ کا دریا
"یونہی کب یہ شعر ہوئے ہیں"
سوز سے ایسے جلتا من تھا
رووَاں رووَاں جیسے اگن تھا
پیاسا پیاسا سا یہ من تھا
بن برسے گزرا ساون تھا
وہ جو ہر دل کی دھڑکن تھا
دور وہ مجھ سے جانِ من تھا
"یونہی کب یہ شعر ہوئے ہیں"
من کب دوری کا حامل تھا
وقتی تغافّل سے گھائل تھا
عشق کی آگ کے بھڑکانے کو

کچھ عرصہ کو وہ اوجھل تھا
حسن احسان میں وہ کامل تھا
رحم و تفضّل کا آنچل تھا
سر پہ برستا وہ بادل تھا
درد بھنور میں وہ ساحل تھا
ایسا حسین کے اس کے آگے
حسن کا ہر ہر رُخ باطل تھا
جیون کا بس وہ حاصل تھا
میں ہی تنہا کب بے کل تھا
وہ بھی ملنے کو بے کل تھا
راہِ سلوک میں وہ منزل تھا
چھوڑ چکے جب اپنے پرائے
ساتھ وہ میرے تو پل پل تھا
میری جان وہ میرا دل تھا
عشق میں اس کے من پاگل تھا
"یونہی کب یہ شعر ہوئے ہیں"
جیون کا ہر دور کٹھن تھا
پر صد شکر ہے اُس دلبر کا
مجھ پر دعا کا در جو کھلا تھا
دورِ کرب و بلا جو آیا
فضل سے اُس کے ہی گزرا تھا
اُس نے ہی تو دیا دلاسا
سائیہ رحمت ہی کیا تھا
"یونہی تو یہ شعر ہوئے ہیں"

# ﴿حضور رب کائنات﴾

تجھ بن نہ کوئی سچا یار
کس سے بیاں ہو حالِ زار
گر نہ ہووے تیرا پیار
گل گلزار بھی ہووے خار
دور تو اک پل کو بھی نہ جا
آ میرے درد کے درماں آجا

گھیرے ہیں یاں دکھڑے ہزار
چھوڑ کے تنہا نہ جا یار
فکر و غم کے بار اُتار
کر دے جاں کو گل گلزار
خوشیوں کا پیغام سنا جا
آ میرے درد کے درماں آجا

ہر کوئی گائے دکھ کے راگ
آتشیں فکر و غم لے جھلسا
اندر آگ اور باہر آگ
ڈستا جائے غم کا ناگ
تن من کو گلزار بنا جا
آ میرے درد کے درماں آجا

ہر سُو ہیں مسموم فضائیں
ہر بوٹا ڈالی جھلسائیں
تو ہی بتا اے باغ کے والی
پنکھ پکھیرو کس جا جائیں
کر کے حوالے غیر کے نہ جا
آ میرے درد کے درماں آ جا

مسئلے مسائل کی زنجیریں
افسردہ چہروں کی لکیریں
سب کی ہی گھمبیر کھتائیں
اندر کے احوال سنائیں
گرہیں تو سب کی خود سلجھا جا
آ میرے درد کے درماں آ جا

خبرِ خیر کو ترسیں کان
آگ ہی آگ ہے کل جہاں
نہ محفوظ ہیں مال اور جاں
ارزاں بہت خونِ انسان
ابرِ خوف اور غم کو ہٹا جا
آ میرے درد کے درماں آ جا

میں ہوں اُسی مقام پر
تھی جس پر پہلے روز ہی
اور زندگی کا یہ سفر
ہے دائرہ سی رہگزر
بہت نحیف ہمسفر
نہ راستہ فرار کا
سکوں کا اور قرار کا
ہے جب تلک کہ دم میں دم
کبھی نہ ہو سکیں گے کم
یہ زندگی کے درد و غم
یہ روح کو چھیدتے الم
ہے فرق گر تو اس قدر
کہ چہروں کے ادل بدل
رہیں گے یونہی بارِ دل
چلے گا یونہی عمر بھر
خار خار یہ سفر
وہ جانفشانیوں کا کچھ
ملا کبھی صلہ نہیں
کسی سے کچھ گلہ نہیں
نصیب میں وفا نہیں

## ﴿کبھی نہ جاؤ چھوڑ کے﴾

جو زخم دل نے کھائے ہیں سدا رہے وہ ان سلے
نہ ختم ہوسکے کبھی بھی درد کے یہ سلسلے
قدم قدم پہ خوف ہیں قدم قدم یہ مسئلے
تمہیں علاج دردِ دل کوئی بھی تجھ سوا نہیں

کبھی نہ جاؤ چھوڑ کے کہ غیر سے وفا نہیں

راہ میں ہی چھوڑ کر چلے گئے ہو تم کہاں
گھری ہوئی ہے دیکھ تو نرغۂ اعداٗ میں جاں
دیر اب نہ کیجئے دے بھی دیجئے اماں
جہاں میں اب تو تیرے بن کوئی آسرا نہیں

کبھی نہ جاؤ چھوڑ کے کہ غیر سے وفا نہیں

اعدائے بد خواہ کی ہر گھڑی نظر میں ہوں
ہے راہِ زیست خار خار مستقل سفر میں ہوں
پیش ہے تاریک شب گھری ہوئی بھنور میں ہوں
ہے بیم موج ہر طرف کہ اب کوئی رجا نہیں

کبھی نہ جاؤ چھوڑ کے کہ غیر سے وفا نہیں

سامانِ عیش و دل لگی سے بھی گئی نہ بے کلی
جہانِ شور و شر میں تو سدا رہی ہے کھلبلی
کلی کبھی بھی دل کی یہ تمہارے بن نہ کھل سکی
تمہیں قرار روح ہو کہ چین تجھ سوا نہیں

کبھی نہ جاؤ چھوڑ کے کہ غیر سے وفا نہیں

# ﴿اجنبی اجنبی﴾

ساتھ تم نے کبھی ایسے چھوڑا نہ تھا
منہ کبھی اس طرح مجھ سے موڑا نہ تھا
یک بیک پھر ہوا کیسی چلنے لگی
ہو گئے تم یونہی اجنبی اجنبی

کوئی شکوہ اگر تھا شکایت جو تھی
دور کرنے کی مل بیٹھ حاجت تو تھی
بات کوئی نہ کی اور نہ کوئی سنی
ہو گئے تم یونہی اجنبی اجنبی

اس حقیقت کی تم کو خبر ہی نہ تھی
کیسا نایاب ہے گوہرِ دوستی
جب سے تم نے بسائی ہے دنیا نئی
ہو گئے پھر تو تم اجنبی اجنبی

# ﴾پردہ محافظِ ایماں﴿

یہ پردہ جو ہے
ہے فقط حکمِ یزداں
نہیں قید زنداں
یہ آزادئ روح
یہ آزادئ جاں
یہ ہے دین و ایمان
زمانہ قیامت نشاں بن گیا ہے
فحاشی کی پھیلی کچھ ایسی وبا ہے
ہوائے نفس میں ہر اک مبتلا ہے
نہ تقویٰ ہے کچھ اور نہ خوفِ خدا ہے
یہ پردہ جو ہے
یہ تو ہے حکمِ یزداں
یہ ہے رحمِ رحماں
نہیں ہے یہ زنداں
یہ عورت کی عزت
عورت کی عصمت کی اس میں بقا ہے
وہ جانِ جہاں جو مہ دلبراں ہے
وہی رازداں ہے
کہ جو بندیوں کی بناوٹ نزاکت سبھی جانتا ہے
وہ اندر کے حالوں سے واقف بڑا ہے
کہ ماں باپ سے بڑھ کے وہ خیر خواہ ہے

وہ بد بیں کی بدنظریوں پہ ہے
گہری نظر رکھنے والا
وہ رکھوالا ہے اور محافظ ہمارا
سراسر ہماری بھلائی کی خاطر
سراسر ہماری حفاظت کی خاطر
دیا حکم پردہ ہماری ہی خاطر
جو ہو دل کا پردہ نگاہوں کا پردہ
جبھی زیب دیتا ہے ظاہر کا پردہ

## ﴾جو راضی ہو تو﴿

حوالے تیرے میرا ہر معاملہ ہے
میرے سارے احوال تو جانتا ہے

نہیں تجھ سے مخفی نہاں خانۂ دل
بدوں اور نیکوں کو پہچانتا ہے

یہ دنیا کی سب عزتیں راحتیں سب
تو کرتا عطا ہے جِسے چاہتا ہے

زمانہ کہے کچھ نہیں اسکی پرواہ
جو راضی ہو تو چاہیے اور کیا ہے

ہر اک سمت سے جاں محیط بلا ہے
بچا مجھ کو پیارے تو پیارا خدا ہے

یہ گھمبیر مسئلے مسائل کی گرہیں
فقط تجھ سے ممکن ہے تو کھولتا ہے

یہ بگڑے ہوئے کام سب ٹھیک کر دے
تجھے سب ہے قدرت تو قادر خدا ہے

## ﴾منظوم صفاتِ اربع﴿

اللہ کہ ہے اُسکا جو اسمِ ذات
جمع اس کے اندر ہیں ساری صفات

جو ہے صفتِ رب اسکی ہے بے مثال
دیا جس نے ہر شے کو اوجِ کمال

ہے نام اسکا رحماں سراسر ہی خیر
کہ دیتا ہے جس سے وہ مانگے بغیر

یہ اسمِ رحیم اس طرح جلوہ گر
کہ کرتا ہے جو کوششیں بارور

جو یہ نام لے کر پکارے اُسے
نہ محروم ہو وہ کسی خیر سے

آ بھی جا آ بھی جا
جل رہا ہے یہ گھر
اس کے دیوار و در
بن گئے ہیں سقر
نہ کوئی ہمسفر
تنگ ہے رہگزر
اور نہ جائے مفر
اب میں جاؤں کدھر
ہے تجھے سب خبر
اے میرے چارہ گر
کوئی تدبیر کر
دور آزار کر
کر کے رحمت نظر
آ بھی جا آ بھی جا
بن گیا میری جاں
میرا دشمن جہاں
میری رسوائیوں پہ ہے نوحہ کناں
یہ زمیں آسماں
جل رہا ہے جہاں
دور کر میری جاں
میرا دردِ نہاں
تو میرا دلستاں

تجھ سا ہو گا کہاں
کون تجھ بن سنے
درد کی داستاں
مجھ کو دینا اماں
اے میرے جانِ جاں
آ بھی جا آ بھی جا

اک تیرا سہارا
مجھے جان سے پیارا
کر نا نہ کنارا
رہو ساتھ خدارا
تم ابرِ کرم ہو
میں تیرا گدارا
دے تیرۂ جاں کو
کوئی نور کا دھارا
اس نفس کی جنگ میں
تن من میرا ہارا
کرو مدد خدارا
رہو ساتھ خدارا
رہو ساتھ خدارا

سب چھوڑ جاتے ہیں
یا ہم سے چھوٹ جاتے ہیں
بہت نازک ہیں یہ بندھن
بہت کچے ہیں یہ دھاگے
کہ پل میں ٹوٹ جاتے ہیں
ازل سے تا ابد لیکن
انہی کا ساتھ چلتا ہے
یہ ایسا ساتھ کہ
جو سارے موسموں
جیون کے سب رنگوں
یہ حاوی ہے
کہ جو مر کر بھی نہ چھوٹے
رفاقت اُنکی جب ہم کو
عزیز از جان ہوتی ہے
اندھیرے راہ بدلتے ہیں
کہ قلب و جان سنورتے ہیں
جب وہ ساتھ ہوتے ہیں
بہت افضال ہوتے ہیں
حاسد ہاتھ ملتے ہیں
بہت دل ان کے جلتے ہیں
مگر وہ قریۂ جاں میں
بہت ہی ناز سے انداز سے

آ آ کے ہستے ہیں
کبھی سرگوشیوں میں آ کے
وہ ہم سے یہ کہتے ہیں
ہماری راہ میں جو جان و دل کو
سونپ دیتے ہیں
اُنہیں کب غم ستاتے ہیں
اُنہیں کب خوف ڈستے ہیں

میں ہوئی میری جاں
بے اماں ناتواں
لب پہ آہ وفغاں
دل میں درد نہاں
جیسے سارا جہاں
شب کی تاریکیوں میں
ہوا ہو نہاں
پھر گئی میں وہاں
سب مجھے چھوڑ کر
جا چکے تھے جہاں
سیل غم تھا کہ میں تھی
کہ آہ و فغاں
تھا فقط تو ہی تو
اور تیرا آستاں
عرض مجھ سے کرتی ہوئی جانِ جہاں
چھوڑ دو گے مجھے تم بھی اے جانِ جاں
کیا سے کیا ہو گیا
دفعتاً ایسے محسوس ہونے لگا
جیسے زخمِ نہاں کوئی سہلا گیا
مل گیا جیسے دل کو قوی آسرا
بے کسی پہ میری اُن کو رحم آ گیا

ان کی رحمت کی چلنے لگی تھی ہوا
روشنی نے اندھیروں کو یوں جا لیا
بھر گئی سات رنگوں سے جیسے فضا
جیسے کہتے ہوں کہ اے گدا بے نوا
اب نہ کہنا کبھی
چھوڑ دو گے مجھے تم بھی اے جانِ جاں

دنیا کے یہ درد و الم
حالات کے پیچ و خم
یہ وقت کے زیر و بم
یہ فکرِ بیش و کم
سوہانِ جان و دلم
کرتے ہیں اشارے کیا
دنیا سے نہ دل کو لگا
موسم ہوں گلابوں کے
یا دیپ ہوں خوابوں کے
ہیں ناگ سرابوں کے
رستے ہیں عذابوں کے
آخر کو عتابوں کے
کرتے ہیں اشارے کیا
دنیا سے نہ دل کو لگا
ساقی کا اشارہ ہے
گر تو جو ہمارا ہے
منجدھار کنارا ہے
کہتا ہے وہ پاس آ کر
جو درد تمہارا تھا
وہ اب کے ہمارا ہے
کب غیر نے کی ہے وفا
دنیا سے نہ دل کو لگا

# دعا

دعائے ربِّ زدنی علما ہو وردِ زباں ہر دم
کشادہ اور بھی کر دیجئے ذہنِ رسا میرا

ہمارے گردِ دیواریں حفاظت کی کئے رکھیو
وہ ٹکرا کر گزر جائے جو آئے ابتلا میرا

کسی کی اور نہ دیکھوں سوائے تیرے میرے دلبر
تیری چاہت تیری الفت رہے بس مدعا میرا

رہے جو ساتھ تو رہتی ہے پھر تو سامنے منزل
کٹھن ہیں راستے ورنہ سفر لاانتہا میرا

## ﴾شہدائے احمدیت کے لئے﴿

دشمنوں کا بھی تو کچھ احتساب چاہیے
ڈھیل ہو چکی بہت اب شتاب چاہیے
وہ قطرہ قطرہ خوں کا میری جاں حساب چاہیے
اب اس قدر بھی خامشی نہ اے جناب چاہیے

ظلم کا جفا و جور کا جواب چاہیے
انقلاب انقلاب انقلاب چاہیے

دیکھتے ہیں آپ اگر کمی میری وفاؤں میں
لائق قبولیت نہیں ہے کچھ دعاؤں میں
اثر بھی گر نہیں رہا ہے میری التجاؤں میں
سکت اڑان کی نہیں جو میری ان صداؤں میں

تو آہ کو جو رسا کرے وہ اضطراب چاہیے
انقلاب انقلاب انقلاب چاہیے

نہ اذن ہو آزار کا کسی بھی بدخواہ کو
کہ دور کر ہی دیجئے ہر ایک سوّ راہ کو
حصار ہم بنائے رکھے آپ کی پناہ کو
نہ دولت جہاں کو نہ عظمتوں کو جاہ کو

رحمتوں کا ہم پہ وا اب تو باب چاہیے
انقلاب انقلاب انقلاب چاہیے

کفر و شرک و ظلم سے بچایئے جہاں کو
کیجئے دخولِ سلسلہ ہر ایک جان کو
جان لیں عزیز تر وہ اس نبی کی شان کو
صدق کو صفا کو اور دین کو ایمان کو

عالمِ تعبیر میں یہ اپنا خواب چاہیے
انقلاب انقلاب انقلاب چاہیے

## ﴾گوجرانوالہ کے واقعہ سے متأثر ہو کر﴿

ہمیشہ سے تم میرے دردوں کا درمان
کرتے چلے آئے ہو لیک
اب کیا ہوا
کر کے مجھ کو حوالے ستم گر کے تم
اوٹ میں پھر حجابوں کی یوں ہو گئے کہ
نہیں پوچھتے حال تک بھی ہمارا
یہ بے رنگ صبحیں
یہ بے کیف شامیں
تمہیں ڈھونڈتی ہیں
چلے آؤ پھر سے
کرو آ کے دردوں کا درمان جاناں
یہ اُتری ہوئی روح میں خامشی
اور اُداسی کے احوال
کیسے بیاں ہوں
نہ ابرو کا تیرے
اشارا ہو جب تک
یہ بگڑے ہوئے کام
سنوریں گے کیسے
یہ دل پتھروں جیسے
بدلیں گے کیسے
فضائیں ہیں مسموم
نوحہ کناں دل

کب تک ستم کے
یہ دھکے الاؤ چتائیں
مظلوم و معصوم پر یہ
مسلط بلائیں
کئے جائیں گی
کب تلک اُن کا پیچھا
چلے بھی تو آؤ
نہیں تاب غم اب
چلے بھی تو آؤ ناں
دل کے سہارے
اُٹھا دو غموں کے
یہ سب بوجھ بھارے

## ﴾شہدائے لاہور کے نام﴿

خدایا غیب سے ایسے مضامیں کر عطا مجھ کو
عیاں احوال ہوں جن سے کہ تازہ کربلاؤں کے

فضاؤں میں لہو کی بُو اندھیرے ظلم کے ہر سُو
اماں دے دو کہ والی ہو تمہیں بے آسراؤں کے

رقم تحریر ہے خونِ جگر سے آنسوؤں سے یہ
مقابل پر ہے یہ ماضی کی سب زندہ کتھاؤں کے

جفا سے باز آ ظالم کہ تجھ کو راکھ کر دیں گے
شرارے میری آہوں آنسوؤں کے اور دعاؤں کے

بریدہ ٹہنیاں اُسکے شجر کی کر کے تم خوش ہو
نمو پائے گا یہ ہیں فیصلے اُس کی قضاؤں کے

سرِ مقتل پسِ زندان یہ شہزادے وفاؤں کے
بنے وارث خدا کے پیار کے اُسکی عطاؤں کے

اشارہ جب ملا اُن کا سرِ تسلیم خم کر کے
دیئے جانوں کے نذرانے کہ تھے پیکر وفاؤں کے

خدا کی گود میں ہیں خوف اُن کو چھو نہیں سکتا
جفا کی آندھیاں گوہِ گراں ہوں ابتلاؤں کے

ظلم کی برچھیاں ہوں تیر ہوں ان پر جفاؤں کے
نہیں اُن کو ستاتے ڈر اندھیروں کے بلاؤں کے

کوئی دیکھے ادھر آ کر تعصب سے جدا ہو کر
کرشمے سربلندی کے عروج و ارتقاؤں کے

ہمیشہ اُن کی مانی تھی چلے جب اپنی منوانے
ہوئے عشّاق بھی قربان پھر اُن کی اداؤں کے

کبھی دیکھا تھا اے چشمِ فلک تو نے یہ نظارا
کبھی ایسے نمونے دیکھے تھے کامل وفاؤں کے

ملے ہیں اوّلیں سے یوں کمال آخریں دیکھو
ہوئے ہیں ربط کیسی شان سے ان آشناؤں کے

چراغِ زیست بجھا کر تم انہیں مردہ سمجھتے ہو
وہ زندہ ہیں مکیں ہیں وہ بہشتوں کی فضاؤں کے

وطیرے خسروی اطوار فرعونوں ہامانوں کے
اسیر کبر ہو جکڑے ہوئے اپنی اناؤں کے

میرے آقا میرے مولا میرے مالک میرے پیارے
اُڑا دے خاک اُن کی پیس کر رکھ دے عدو سارے

## ﴾مکرم ماسٹر عبد القدوس کی یاد میں﴿

وہ دن کیسا سخت کڑا تھا
جب دشمن نے بے رحمی سے
یہ الزام دھرا کہ تو نے
کیوں ناحق کو حق نہ کہا تھا
امتحاں منظورِ خدا تھا
تو سُولی کی اور گیا تھا
اور راضی برضائے خدا تھا

سامنے دشتِ کرب و بلا تھا
خستہ بدن اور آبلہ پا تھا
کانٹوں سے لبریز تھا رستہ
دھوپ کڑی اور لمبا سفر تھا
چلنا تھا پھر اس پر تنہا
کاٹا تھا اک پیاس کا صحرا
پار کیا تھا آگ کا دریا
اور راضی برضائے خدا تھا

کیسا تجھ پر وقت کٹھن تھا
انگارون پر گویا تن تھا
رووَاں رووَاں جیسے اگن تھا
شبِ تاریک ڈراوٴنا بن تھا
سانپ درندوں کا مسکن تھا
وار سے جن کے چھلنی بدن تھا

حوصلہ بھی تھا تیرا بلا کا
تیرِ ستم ہر جاں پہ لیا تھا
اور راضی برضائے خدا تھا

شہرِ سِتم اندھیر نگر تھا
راہ مہیب سے تیرا گزر تھا
چارہ گر نہ کوئی مفر تھا
تیری پتیا کے سامع کا
پِتہ پانی خون جگر تھا
تجھ کو کوئی خوف نہ ڈر تھا
فتنوں کا یوں کچلا سر تھا
آقا کا منظورِ نظر تھا
احمد کا روحانی پسر تھا
لب پہ تیرے حرفِ وفا تھا
اور راضی برضائے خدا تھا

چاروں طرف ہُو کا عالم تھا
ساکت سا ہر شخص کھڑا تھا
تھم سا گیا تھا وقت کا دھارا
ہر دل ہی تجھ پر رویا تھا
تو سوئے افلاک رواں تھا
مال اولاد احباب اور رشتے
ان سب سے منہ موڑ لیا تھا
نذرانۂ جاں کو اپنے
دلبر کو پھر سونپ دیا تھا
اور راضی برضائے خدا تھا

کیسی شان کا تیرا سفر تھا
لئے سلام و دعا آقا کا
شہزادۂ شہدا سے ملا تھا
قافلہ ساتھ دعاؤں کا تھا
تجھ سے عہد وفاؤں کا تھا
تجھ پہ قدّوس سلام و رحمت
اور فردوس مبارک تجھ کو
جب تک ہے یہ دنیا باقی
زندہ تیرا نام رہے گا
تیرا ذکر مدام رہے گا

## ﴿شہید مکرم ماسٹر عبد القدوس صاحب کے لئے﴾

ہو کے قربانِ راہ یار گیا
سوئے افلاک کامگار گیا

راستہ تھا جو شاہِ کابل کا
اُنہیں راہوں پہ کوئے یار گیا

بے خطر دشتِ کرب و دشتِ بلا
وہ بصد شوق و افتخار گیا

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
اُس کے در پر خوشی سے وار گیا

عہدِ بیعت نباہ کر اپنا
دے کے درسِ وفائے یار گیا

لئے دامن میں وہ سلامِ حضور
بن کے شہدآ کا تاجدار گیا

وہ تو جنت میں خوش مگر قاتل
جانبِ سقر و سوئے نار گیا

شہر کا شہر عزّہ داری کو
چشمِ پرنم و سوگوار گیا

سن کے خبرِ شہادت قدّوس
تیر اک دل کے آر پار گیا

# ﴾اسیرانِ راہ مولیٰ کے لئے﴿

اپنے عشّاق کو قید و بند سے چھڑا
ایک جلوہ دکھا دور کو ابتلا
مختصر کر دے دورِ اسیری خدا
میری جاں اب حجابوں سے باہر تو آ

دے تسلّی ہمیں اور ڈھارس بندھا
ان پہ آسان کر دے یہ راہِ وفا
دے ثباتِ قدم عزم و ہمت بڑھا
میری جاں اب حجابوں سے باہر تو آ

ان کے زخموں پہ تسکیں کا مرہم سجا
ان کو اپنی محبت کے مژدے سنا
ایک دم کے لئے دور اُن سے نہ جا
میری جاں اب حجابوں سے باہر تو آ

سسکیوں اور آہوں کی سن لے صدا
کر نہ رد یہ دعائیں سمیع الدعا
ان کے اثرات زنداں پہ بھی تو دکھا
میری جاں اب حجابوں سے باہر تو آ

## ﴿بہت مجھ پہ احسان الفضل کا ہے﴾

میری زندگی کو سنوارا ہے اس نے
میرے ذہن و دل کو نکھارا ہے اس نے
خمارِ جہالت اُتارا ہے اس نے
سدا نیکیوں پہ اُبھارا ہے اس نے

بہت مجھ پر احسان الفضل کا ہے

یہ آتا ہے ہر صبح جب میرے آنگن
لئے علم اور معرفت کے یہ مخزن
تو ہوتا ہے دل اس سے مسرور میرا
ہوا جائے ہر لمحہ پُر نور میرا
بہت فیض اس سے اُٹھائے ہیں میں نے
کہ اسرار ہستی کے پائے ہیں میں نے
ہیں پُر از فوائد مضامین اسکے
بہت دل کو بھائیں عناوین اسکے
صداقت کی شمعیں براہین اسکے
وہ کچھ کم ہی 35 سے ہے ساتھ اس کا
بنانے میں مجھ کو بہت ہاتھ اس کا

بہت مجھ پر احسان الفضل کا ہے

حدیثِ نبی وہ مسیحا کی باتیں
بناتی ہیں پُر نور دن اور راتیں
خلافت سے گہری ارادت کی باتیں
وفا اور عقیدت محبت کی باتیں

جماعت کی باہم اخوت کی باتیں
وہ کی شاعروں نے طبع آزمائی
کہ اشعار سے اس کی محفل سجائی
یہ کیسا حسیں ہے جریدہ ہمارا
کہ رکھے بھلائی پہ سوچوں کا دھارا

بہت مجھ پر احسان الفضل کا ہے

ہے ابلیس کا میڈیا پہ اجارا
گڑھے کا جہنم کے ہے یہ کنارا
پھسلنا نہیں اس سے بچنا خدارا
مگر توڑ اس کا بہت پیارا پیارا
کہ تیرہ شبی میں یہ روشن ستارا

بہت مجھ پر احسان الفضل کا ہے

## ایک بہت پرانی نظم

## ﴿میں ایسا چاہتی ہوں گھر﴾

میرے رحماں میرے ارحم
میں ایسا چاہتی ہوں گھر
نہ جس میں دکھ کے سائے ہوں
نہ دل نے زخم کھائے ہوں
سکوں ہو چار سو جس میں
جہاں پر اے میرے پیارے
شبِ غم کا گزر نہ ہو
نہ آنسو ہوں
نہ آہیں ہوں
بہاروں کا وہ مسکن ہو
خوشی کے دیپ جلتے ہوں
وفا کے پھول کھلتے ہوں
اجازت ہو یہاں نہ
خار کو آزار دینے کی
میں ایسا چاہتی ہوں گھر
یہاں کی صبحوں اور
شاموں میں روشن ہوں
دیئے بس تیری یادوں کے
یہاں ہر اک کو لَو تیری لگی ہو
سجے ہوں ذکر سے تیرے
جہاں کے روز و شب جاناں

یہاں پر ہر گھڑی تیرے
کرم کی بارشیں برسیں
کروں میں ناز تم پر
اور دیکھے یہ جہاں سارا
کہ میرے ساتھ ہو تم
مگر یہ کیا میرے مولا
کہ اب تو میرے گلشن کا
شجر ہر ایک ہر بوٹا
لدا ہے زرد پتوں سے
ہر سُو سسکیوں آہوں کی
ہیں مدھم سی آوازیں
ترستی ہے سماعت قہقہوں کو
اور حسیں نظاروں کو آنکھیں
میں ایسا چاہتی ہوں گھر
جو درد و غم سے خالی ہو
رہے نہ فکرِ فردا
اور نہ غم ہو
حال ماضی کا
میں ایسا چاہتی ہوں گھر
میرے مولا
میرے مولا

# ﴿ابتدائی و دعائیہ نظم﴾

جہاں میں نہ ہو کوئی ایسا ٹھکانہ
مثالی ہو یارب میرا آشیانہ

خزاں کے اثر سے اسے دور رکھنا
اسے تو بہاروں کا مسکن بنانا

نہ ہو دور دل سے کبھی خیال تیرا
تیری یاد ہو میرے دل کا خزانہ

نہ پاؤں کبھی چین دل اس کے بن میں
کہ فرقان کو دل کی راحت بنانا

عبادت میں یارب وہ لذت عطا کر
میں ہوں سجدہ ہو اور تیرا آستانہ

تیرے حسن و احساں پہ قربان ہو کر
ہمیں آئے عرفاں کی تانیں اُڑانا

شبِ تار میں آنا تاروں کی صورت
کبھی بن کے آنا سویرا سہانا

میرے صحنِ دل میں تو مہماں اترنا
جب آنا تو واپس کبھی پھر نہ جانا

## ﴾میری ماں﴿

کیسے حسیں تھے گزرے تیرے ساتھ جو برس
رکھتی تھی راہ پہ تیری نصائح کی وہ جرس

تیرے اعمال سے تیرے اوصاف تھے عیاں
دینا زبانِ خامشی سے خلق کے درس

رکھتی تیری موجودگی ہر فکر سے آزاد
گزرا غم و الم میں تیرے بعد ہر برس

حیران ہوں میں تیرے صبر و ثبات پر
کن مشکلوں میں کاٹے جیون کے تھے برس

صبر و وفا وہ صدق و صفا پردہ و حیا
غرباء و مساکین پر کھانا تیرا ترس

آتی تھی تجھ کو دیکھ ہمیں قادیاں کی یاد
دورِ موعود مصلح کا دیکھا ہے تجھ میں عکس

مولا میرا کرے تیرا فردوس میں قیام
چھائے گھٹائے رحمت تجھ پر برس برس

## ﴾بیٹی کی لمبی تکلیف سے شفایابی کے لئے دعائیہ نظم﴿

مشکل ہے یہ میرے لئے
مشکل نہیں تیرے لئے
تجھ سے ہی اے دلبر میرے

سب ردّ بلیّات ہے
تیرے حَرفِ کُن کی بات ہے

وہ جسم اُسکا نحیف سا
جس کو کہ تو ہی جانتا
کر ٹھیک اُس کو دلبرا

مشکل کُشا تیری ذات ہے
تیرے حَرفِ کُن کی بات ہے

اتنے کرم اُس پر کئے
اب صحت بھی دے دیجئے
کام اپنے خود وہ کر سکے

خیرِ شفا تیرے ہاتھ ہے
تیرے حَرفِ کُن کی بات ہے

ہو درد و غم مرض و بلا
الجھا ہو کوئی مسئلہ
تجھ بن کبھی نہ حل ہوا

ہو طلوعِ سحر اب رات ہے
تیرے حَرفِ کُن کی بات ہے

## ﴿ایک شعر﴾

تابِ نگاں ہیچ ہے جلوے ہزار ہیں
درماندگی پہ اپنی بہت شرمسار ہیں

## ﴿قطعہ﴾

چھانے سارے جنگل بیلے چھانے بیابان
بستی بستی چھانی ہم نے چھانا کل جہان
چھانے چاند ستارے سارے چھانا آسمان
سارے عالم میں نہ پایا تجھ سا میری جان

## ﴾ایک شعر﴿

اک تیری آشنائی
میری عمر کی کمائی

## ﴾قطعہ﴿

دل میں حسیں خیالوں کا آباد ہے جہاں
تنہائیوں سے ہم کو ہوتا نہیں زیاں
گر ساتھ ہے وہ اپنے محبوبِ دو جہاں
اِدھر بھی پھر اماں ہے اُدھر بھی پھر اماں

﴾ایک شعر﴿

ہمیں چاہیے اے کہ شاہوں کے شاہ
بلاؤں سے بچنے کو تیری پناہ

﴾ایک شعر﴿

کوئی موسم بھی ہو رہتا ہے یادِ یار کا موسم
خزاں گرمی ہو سردی ہو کہ ابرو باد کا موسم

﴾ایک شعر﴿

یادِ خدا سے کرتی ہیں غافل یہ لغویات
روحانیت ایمان کی قاتل ہے لغویات

## ﴾قدرِ وقت﴿

قدرِ وقت نہ جانے جو وہ دیکھتا ہی رہ جائے
وقت کا پنچھی پنکھ لگا کر دھیرے سے اُڑ جائے
پلک جھپک میں منظر بدلیں بدلیں سارے لوگ
سمے کی آنکھ مچولی میں تو اِک آئے اِک جائے

## ﴾قطعہ﴿

دل آپ کی مُٹھی میں ہیں یہ بات بجا ہے
گر آپ ہدایت دیں تو پھر چاہیے کیا ہے
بیمار گرفتارِ بلا جان بلب کو
اِک ہاتھ تیرا ہاتھ ہے جو دستِ شفا ہے

## ﴾ایک شعر﴿

گلوں سے تجھ کو رفاقت کی آرزو ہے اگر
نبھاہ کانٹوں سے بھی اور نہ کچھ شکایت کر

﴾ایک شعر﴿

ہیں منزلیں الگ الگ ہیں راستے جدا جدا
تیرا میرا رہا ہی کیا رہا ہی کیا تیرا میرا

﴾ایک شعر﴿

وقف کیا ہے جس نے جیون تیری خاطر پیارے
تو نے آ کر خود ہی اُس کے سارے کام سنوارے

﴾ایک شعر﴿

میری شاعری کا محور میری جان ذات تیری
دل ہر گھڑی کرے ہے تیرا ذکر بات تیری

## ﴾ایک شعر﴿

اے جانِ جہاں میں تیری توحید کے قرباں
کر دیجئے عطا ذات کا اپنی مجھے عرفاں

## ﴾قطعہ﴿

ہم کو کس بات کا غم ہے کیا یاس ہے
سب مسائل کا حل آپ کے پاس ہے
تیرے در پہ جو دھونی رمائے رہے
عام بھی ہو اگرچہ تو وہ خاص ہے

## ﴾قطعہ﴿

ناممکن کو کر دکھلانا آپ کے آگے کیا مشکل ہے
ٹوٹے بگڑے کام بنانا آپ کے آگے کیا مشکل ہے
دکھ کے دریا کے گرداب میں جیون کی یہ نیّا ڈولے
کن کہہ کر اسے پار لگانا آپ کے آگے کیا مشکل ہے

(قطعہ)

گر مقدر میں ہوا پار لگا ہی دے گا
خود کو بپھری ہوئی لہروں کے حوالے کر دے
زندگی چار دنوں کی ہے اسے یوں نہ گنوا
اپنے کردار سے دنیا میں اجالے کر دے

(قطعہ)

دنیا کے جو دھندے ہیں سب کھیل تماشے ہیں
یہ نقش ہیں مٹنے کے جو تو نے تراشے ہیں
جو ذکر سے خالی دل ویران سرائیں ہیں
بے روح بدن ہیں یہ زندے نہیں لاشے ہیں

(قطعہ)

آپ کیوں اتنے چپ چپ ہیں خاموش ہیں
لیک غم نے اُڑائے میرے ہوش ہیں
پردۂ بے نیازی میں جب سے چھپے
تب سے اعداً بھی ایذا کو پُرجوش ہیں

﴿قطعہ﴾

ہے اب تو گماں شائد کہ تو ناراض ہے مجھ سے
جو آپکا ہو یوں کبھی رسوا نہیں ہوتا
اے رَبِّ علیٰ پیارے خدا آپ کے ہاتھوں
وہ کون سا عقدہ ہے کہ جو وا نہیں ہوتا

﴿قطعہ﴾

اس کی جانب ہی بہے جاتے ہیں جذبات میرے
مجھ کو وہ روز دکھا دیتا ہے حالات میرے
گو ڈراتے بھی ہوں پل پل مجھے حالات میرے
مجھ کو پرواہ نہیں تو ہو جو اگر ساتھ میرے

﴿قطعہ﴾

حسنِ بے پرواہ کو حاجت نہیں توصیف کی
فرق کیا پڑتا ہے گر نہ کی یا گر توصیف کی
ذرّہ ذرّہ وصف میں اُسکے رہے رطب اللساں
سود مند تیرے لئے ہے تو نے گر توصیف کی

## ﴿عبرت انگیز منظر دیکھ کر﴾

مکان وہیں کھڑے رہے
مگر یہ چھوڑ چھاڑ کر
مکیں کدھر کو چل دیئے
جو شوکت جہان ہے
یہ عارضی ہی شان ہے
مگر جو جاودان ہے
خدائے مہربان ہے

## ﴿نہ چھوڑوں گی دامن تیرا﴾

چاروں اور بلائیں مجھ پر اور چھایا ہر سمت اندھیرا
درد و غم کی سیاہ گھٹاؤں نے ڈالا ہے دل پر ڈیرا
تیری چوکھٹ تیرے در پر ہی اب ہو گا اپنا پھیرا
نہ چھوڑوں گی نہ چھوڑوں گی نہ چھوڑوں گی دامن تیرا

کس کو جہاں میں اپنا سمجھیں غیر نہیں ہے تجھ سا اصلا
جس کو بھی یاں اپنا سمجھا وہ زہریلا ناگ ہی نکلا
ہر ہر سمت ہے میرے دلبر زہریلے سانپوں کا ڈیرا
نہ چھوڑوں گی نہ چھوڑوں گی نہ چھوڑوں گی دامن تیرا

ہم کو بچا تو خوف و حزن سے تجھ کو سب قدرت ہے جانی
تو مثلِ چٹان اگر جو چاروں اور ہو پانی پانی
ہو جاؤں گی غرق اگر جو ناطہ مجھ سے چھوٹا تیرا
نہ چھوڑوں گی نہ چھوڑوں گی نہ چھوڑوں گی دامن تیرا

ہر چھوٹی سے چھوٹی جو مخلوق تیری مجھ سے بہتر ہے
ہستی اپنی تیرے آگے کرمِ خاک سے بھی کم تر ہے
ہو جاؤں گی راکھ میں جاناں منہ جو تو نے مجھ سے پھیرا
نہ چھوڑوں گی نہ چھوڑوں گی نہ چھوڑوں گی دامن تیرا

تیرے دامن سے وابستہ دور بلاؤں سے رہتے ہیں
شوخ بہاروں کے مسکن میں دور خزاؤں سے رہتے ہیں
تیرے قدم پڑ جائیں جس جا ہو جائے واں نور سویرا
نہ چھوڑوں گی نہ چھوڑوں گی نہ چھوڑوں گی دامن تیرا

# ﴿مناجات﴾

ہو جو طاقت زمیں پر میں تیری پھروں
چپے چپے پہ سجدے میں تجھ کو کروں

سبزہ زاروں میں دیکھوں میں جلوے تیرے
تیری خوشبوئیں پھولوں میں سونگھا کروں

چاند تاروں سے تیری کہانی سنوں
داستاں تیری اُن کو سنایا کروں

تو جو آئے تو نذریں اُتاروں تیری
راہ میں پھول کلیاں بچھایا کروں

جی میں ہے پاؤں دھو دھو کے تیرے پئیوں
خاک آنکھوں سے پا کی لگایا کروں

دل میں اُترے جو دلدار بن کر کبھی
ذکر سے اُس کا آنگن سجایا کروں

ملے جس طور تجھ سے پیارے نبی
تیری گلیوں میں اس طور آیا کروں

غمِ دوراں سے مایوس ہیں جو اُنہیں
تیری رحمت کے مژدے سُنایا کروں

## ﴿ ٹپّے ﴾

دریاؤں کا پانی ہے
ہر لہر کے ہونٹوں پر
تیری ہی کہانی ہے

لہروں پہ سفینہ ہے
تجھ سے غافل رہ کر
جینا بھی کیا جینا ہے

کوئی جُو کا کنارا ہو
اشجار کا سایہ ہو
پھر ذکر تمہارا ہو

کیا شان بہاروں کی
کرتی ہیں یہ غمّازی
تیرے حُسن شراروں کی

رنگین فضائیں ہیں
ان آئینہ خانوں میں
تیری شوخ ادائیں ہیں

کوئی جَو میں بادل ہے
طوفاں میں کنارا تو
گرداب میں ساحل ہے

آفاق میں تارا ہے
تو جیون سب کا
جینے کا سہارا ہے

## ﴾لجنہ کے سو سال﴿

ہے خوش بخت عورت
کہ سو سال پہلے
بویا تھا جو بیج
فضلِ عمر نے

وہ اب
تناور شجر بن گیا ہے
جہالت کی ظلمات میں گم
وہ نسواں
وہ صنفِ نازک
کہ تھی دین سے دور
نابلدِ دنیا
وہ رسموں رواجوں کے
بندھن میں جکڑی
مردوں کی محکوم
اندھی مقلّد
وہ بے حس و حرکت
خیالات و افکارِ مرداں کی پابند
نہ تھا دین جس کا
نہ کوئی عقیدہ
نہ تھی جسکی آواز
نہ کوئی وقعت
وہ موعود مصلح

کہ تھا رستگارِ اسیراں وہ رہبر

وہ اُس کے لئے

ابرِ رحم و کرم بن کے آیا

اُسے حصرِ تنظیمِ لجنہ میں لا کر

عزت کی مسند پہ

اُس کو بٹھا کر

کہا تم ہو آزاد

افکار و اعمال

عقائد میں اپنے

کنیزیں ہو تم

مالکِ دو جہاں کی

اُٹھو اور

زمامِ جہاں ہاتھ میں لو

اُٹھو اور

چھا جاؤ سارے جہاں پر

سو سال کے

اس سہانے سفر میں

لجنہ کے سائے میں

عورت نے پائی ہے

دین اور دنیا میں

رفعت کی نعمت

اللہ سے پختہ

تعلق کی نعمت

اللہ سے الفت

محبت کی نعمت

اُسی پر توکل

تبتل کی نعمت

علوم آگہی سے

اور صدقِ دل سے

فکر و شعور اور

حسنِ عمل سے

کئے معرکے سر ہیں ایسے

کہ ملتی نہیں مثل جنکی

خلافت کے سائے میں

وہ مال و جاں

وقت اولاد

راہِ خدا میں

فدا کر رہی ہے

دینِ متیں کی پیامی یہ عورت

خلافت کی چاکر

خلقِ خدا کی

بھلائی کی خاطر

بڑی انکساری سے

اللہ کی راہ میں

معارف کے خدمت کے

علمِ آگہی کے

خزانوں کو ہر سمت

وا کر رہی ہے

سو سال کے

اس سہانے سفر میں

وہ آغوش سے اُسکی

نکلے ہیں کیا کیا

حسیں چاند تارے

وہ ظفر اللہ، عبد السلام اور احمد

اور ایسے بہت سے

کہ ہے ضوفشاں جنکی

کرنوں سے عالم

پھر آغوش سے اُس کی

نکلے ہیں ایسے بھی

خدامِ ملت اور خدام انساں

بہت جاں نثارانِ دینِ متیں بھی

کہ کٹھنائیوں

سختیوں سے نڈر

راہِ حق میں وہ جانیں

فدا کر رہے ہیں

مبارک تجھے

اے کہ لجنہ کی ممبر

مبارک ہوں تجھ کو

یہ اعزاز سارے

مبارک تجھے سو برس کا سفر یہ